Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57 Regd. No. P/G.D.P-3 Ph. No. 35

شمارہ (۲۶)

قرآن مجید نمبر

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منارِ بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فضائلِ قرآن مجید

رشحاتِ قلم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ۔ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ۔ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں ۔ نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز ۔ اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو ۔ وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی ۔ سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ۔ تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا ۔ زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائبین

جاوید اقبال اختر ـــــ محمد انعام غوری

مکرم صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے ... پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان

قرآنِ مجید نمبر

بابت

۲۶ احسان ۱۳۵۹ ہش

مطابق

۱۲ شعبان ۱۴۰۰ ہجری - ۲۶ جون ۱۹۸۰ء

جلد : ۲۹

شمارہ : ۲۶

اِس شمارے میں

اداریہ

"خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ"

(حدیثِ نبویؐ)

مذاہبِ عالم کی تمام مقدس آسمانی کتابوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو جن عظیم الشان اور اہم خصوصیات کا حامل بنایا ہے ان میں سے ایک انتہائی نمایاں خصوصیت اس کا جامع جمیع کمالات ہونا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ اس کی نسبت مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے سورہ مائدہ میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (مائدہ : ۴)

یعنی آج کے دن میں نے اپنے دائمی عالمگیر اور جمیع احکامات پر مشتمل اس مقدس صحیفہ کے ذریعہ دین اور اس کی اہم اغراض کی تکمیل کرکے تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے۔ گویا قرآنِ حکیم انسانی زندگی کا ایک ایسا ربانی دستور ہے جو اپنے اندر تمام انسانی اعمال و اخلاق کی درستی اور طرزِ معیشت کو سنوارنے کے لئے ایک ایسا بہترین اور مکمل لائحہ عمل رکھتا ہے جس کے بعد قیامت تک کسی کے لئے مزید کسی دستور العمل کی ضرورت نہیں۔

قرآن مجید کے تا قیامت رہنمائے انسانیت ہونے کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان علم و عمل کے اس تیز گام سفر میں جس منزل سے کبھی ہمکنار ہوا۔ اس نے قرآنِ حکیم کے بیان کردہ حقائق و معارف اور پیش کردہ اصول و ضوابط کو عین اس منزلِ مقصود کے مطابق پایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم و عرفان کے اس ناپیدا کنار سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے والوں نے ہمیشہ اپنی اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق گوہر ہائے مقصود نکالے ہیں حتیٰ کہ قرآنِ حکیم کی اسی ہمہ گیری اور جامعیت نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جیسے عظیم مفکرِ قرآن کو یقین و اعتماد کے اس مقام پر کھڑا کر دیا

لَوْضَاعَ عِقَالُ بَعِیْرٍ لَوَجَدْتُہٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ ——— (اتقان جلد ۲ ص۲۶)

یعنی اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو مجھے یقین کامل ہے کہ میں اسے قرآن کریم پر غور و تدبر کرنے کے نتیجہ میں دوبارہ حاصل کر لوں گا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کا یہ الہام بھی قرآن حکیم کی اسی حیثیت کو اُجاگر کرتا ہے کہ :- اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ ——— یعنی ہر قسم کی بھلائی خوشحالی اور انسانی بہبود کے سامان اس کتاب مجید میں موجود ہیں۔

پس جب قرآن حکیم کی وسعت و ہمہ گیری کا یہ عالم ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ موجودہ عالمی مسائل کی پیچیدہ گتھیوں کا حل اس میں موجود نہ ہو۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ آج کا انسان جو مادہ پرستی کی دبیز و کہنہ تاریکیوں میں گم ہو جانے کی وجہ سے مذہب اور روحانیت سے بہت دور جا پڑا ہے اسے پھر واپس اسی سرچشمۂ علوم کی طرف لایا جائے یہی وہ عظیم مقصد ہے جس کی تکمیل کے لئے الٰہی نوشتوں کے مطابق موجودہ زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اسی عظیم مقصد و نصب العین کو ہر آن ہمارے ذہنوں میں مستحضر کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بابرکت دورِ خلافت کے آغاز سے ہی بار بار افرادِ جماعت کو اس امر کی تلقین فرماتے چلے آرہے ہیں کہ وہ نہ صرف خود قرآنی انوار سے منور ہوں بلکہ اس جہت سے اپنے اندر ایسی غیر معمولی صلاحیت و قابلیت بھی پیدا کریں کہ اسلام کے موعود اور کامل غلبہ پر مشتمل آنے والی صدی میں فوج در فوج حلقہ بگوش اسلام ہونے والی سعید روحوں کی صحیح تعلیم و تربیت کی گرانبار ذمہ داریاں اُٹھا سکیں حضور ایدہ اللہ الودود نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں قرآن کریم کی برکات اس کے فضائل و کمالات پر مشتمل جو لطیف اور بصیرت افروز خطبات ارشاد فرمائے وہ "انوارِ قرآنی" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں لیجئے ان ہی میں کا ایک روح پرور اقتباس ملاحظہ فرمائیے حضور نے فرمایا کہ :-

"اسلام کے غلبہ کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور ارشادات میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جو خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں اُن کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اس لئے میں پھر اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہر احمدی مرد، ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر احمدی جوان اور ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نورِ قرآن سے منور کرے، قرآن سیکھے، قرآن پڑھے اور قرآن کے معارف سے اپنے سینہ و دل کو بھر لے اور معمور کرے۔ ایک نورِ مجسم بن جائے۔ قرآن کریم میں ایسا محو ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآن کریم کا ہی نور نظر آئے اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوارِ قرآنی سے منور کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ راگست ۱۹۶۶ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ بصیرت افروز ارشاد اس دلی تڑپ اور خواہش کو ظاہر کرتا ہے جو قرآن پاک کی عظمت و سربلندی کے قیام اور اس کے روحانی انوار کی تمام اکنافِ عالم میں توسیع و اشاعت کے لئے حضور پُر نور کے قلب مطہر میں پائی جاتی ہے اور جس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی عظیم ذمہ داری ہم تمام افرادِ جماعت پر عائد ہوتی ہے۔

بدر کا یہ خصوصی شمارہ جب تک اپنے محترم قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا ہمیں اُمید ہے کہ جماعتیں اپنے محبوب امام کی جاری فرمودہ تحریک "تعلیم القرآن" کو فروغ دینے کے لئے "ہفتہ قرآن مجید" کے اہتمام میں مصروف ہو چکی ہوں گی ہم نے وقت کی تنگی اور وسائل کی کمیابی کے باوجود کوشش کی ہے کہ بدر کی اس خصوصی اشاعت میں اس موقعہ کے مناسب حال قرآن حکیم کی عظمت و شان اور فضیلت و برتری کے زیادہ سے زیادہ روشن اور سعید پہلوؤں کو بالاختصار اُجاگر کیا جا سکے اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سعی کو بارآور کرے اور جماعتیں اس سے صحیح رنگ میں استفادہ کرتے ہوئے قرآنی علوم و انوار کی بکثرت توسیع و اشاعت کے ضمن میں اپنے محبوب امام کے منشاء گرامی کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں آمین ؏

خورشید احمد انور

ملفوظات

قرآن مجید ہر یک اصولِ اعتقادی کو جو مدارِ نجات کا ہے محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے

آج دُنیا میں وہ کون سی کتاب ہے جو اِن سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱)

"جو تعلیم اصولی قرآن مجید کی دلائلِ حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے۔ یعنی قرآن مجید ہر یک اصولِ اعتقادی کو جو مدارِ نجات کا ہے محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے۔ اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے بپایۂ صداقت پہنچاتا ہے۔ جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا۔ توحید کو بپایۂ ثبوت پہنچانا۔ ضرورتِ الہام پر دلائل قاطعہ کا لکھنا اور کسی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل سے قاصر نہ رہنا۔ پس یہ امر قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی بزرگ دلیل ہے جس سے حقیقت اور افضلیت اس کی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ دُنیا کے تمام عقائد فاسدہ کو ہر یک نوع اور ہر صنف کی غلطیوں سے بدلائلِ واضحہ پاک کرنا اور ہر قسم کے شکوک اور شبہات کو جو لوگوں کے دلوں میں دخل کر گئے ہوں براہینِ قاطعہ سے مٹا دینا اور ایسا مجموعہ اصول مدللہ اور محققہ حقیقیہ کا اپنی کتاب میں درج کرنا کہ نہ پہلے اس سے وہ مجموعہ کسی الہامی کتاب میں درج ہو اور نہ کسی ایسے حکیم اور فیلسوف کا پتا مل سکتا ہو کہ جو کبھی کسی زمانہ میں اپنی نظر اور فکر اور عقل اور قیاس اور فہم اور ادراک کے زور سے اس مجموعہ کی حقیقی سچائی کا دریافت کرنے والا ہو چکا ہو۔ اور نہ کبھی کسی پچھلے فلاسفر نے ایک ذرہ اس بات کا ثبوت دیا ہو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی ایک آدھ دن کسی مدرسہ یا مکتب میں پڑھنے بیٹھے تھے۔ یا کسی سے کچھ علم معقول یا منقول سیکھا تھا۔ یا کبھی کسی فلسفی اور منطقی سے ان کی صحبت اور مخالطت رہی تھی۔ کہ جس کے اثر سے انہوں نے ہر یک اصولِ حقہ پر دلائل فلسفہ قائم کر کے تمام عقائد مدارِ نجات کی تحقیقی سچائی کو ایسا کھول دیا کہ جس کی نظیر صفحۂ روزگار میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ یہ ایسا کام ہے کہ بجز تائیدِ الٰہی اور الہامِ ربانی کے ہرگز کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ پس ناچار عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے جو قرآن شریف اس خدائے واحد لاشریک کا کلام ہے کہ جس کے علم کے ساتھ کسی انسان کا علم برابر نہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ اوّل ص ۵۷ تا ۶۲)

وہ اعلیٰ درجہ کی مدلل تقریریں ہیں کہ جن کی پاک اور روشن دلائل کو دیکھ کر مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھ شرم ہو تو جیتے ہی مر جائیں۔ ایک غریب اُمّی کے ہونٹوں سے نکلیں اس قدر دلائل صدق کی پہلے نبیوں میں کہاں موجود ہیں آج دُنیا میں وہ کون سی کتاب ہے جو اِن سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ کسی نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے بجز آنحضرتؐ کے گزرے نہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص۱۲۷ و ص۱۲۸)

(۳)

"قرآن کریم میں جس قدر خداوند قادر مطلق نے تمام دُنیا کے مقابلہ پر۔ تمام مخالفوں کے مقابلہ پر۔
تمام دشمنوں کے مقابلہ پر۔
تمام منکروں کے مقابلہ پر۔
تمام دولت مندوں کے مقابلہ پر۔
تمام زور آوروں کے مقابلہ پر۔
تمام بادشاہوں کے مقابلہ پر۔
تمام حکیموں کے مقابلہ پر۔
تمام فلاسفروں کے مقابلہ پر۔
تمام اہلِ مذہب کے مقابلہ پر۔

ایک عاجز۔ ناتواں۔ بے زر۔ بے زور ایک اُمّی ناخواں بے علم بے تربیت کو اپنی خداوندی کے کامل جلال سے کامیابی کے وعدے دیئے ہیں۔ کیا کوئی ایمانداروں اور حق کے طالبوں میں شک کر سکتا ہے کہ یہ تمام مواعید کہ جو اپنے وقتوں پر پورے ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں یہ کسی انسان کا کام ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۲۲۴ حاشیہ)

(۴)

"قرآن کریم نے اپنے کلام اللہ ہونے کی نسبت جو ثبوت دیئے ہیں اگرچہ میں ان سب ثبوتوں کو تفصیل وار نہیں لکھ سکتا لیکن اتنا کہتا ہوں کہ منجملہ ان ثبوتوں کے بڑے دلائل ہیں جیسے پیش از وقت نبیوں کا خبر دینا جو انجیل میں بھی لکھا ہوا پایا گیا۔ دوسرے ضرورتِ حقہ کے وقت قرآن شریف کا آنا۔ یعنی ایسے وقت پر جبکہ عملی حالت تمام دُنیا کی بگڑ گئی تھی۔ اور نیز اعتقادی حالت میں بھی بہت اختلاف آ گئے تھے۔ اور اخلاقی حالتوں میں بھی فتور آ گیا تھا۔ تیسرے [illegible] کی دلیل اس کی تعلیم کامل ہے کہ اس نے آ کر ثابت کر دکھلایا کہ توریت کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق سزا ہی پر زور ڈال رہی تھی۔ اور مسیح کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق عفو اور درگذر پر زور ڈال رہی تھی۔ اور گویا ان کتابوں نے انسانی درخت کی تمام شاخوں کی تربیت کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا صرف ایک ایک شاخ پر کفایت کی گئی تھی۔ لیکن قرآن کریم انسانی درخت کی تمام شاخوں یعنی تمام قویٰ کو زیر بحث لایا اور تمام کی تربیت کے لئے اپنے اپنے محل و موقع پر حکم دیا جس کی تفصیل ہم اس تھوڑے سے وقت میں بیان نہیں کر سکتے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم ص۵۷-۵۸)

(۵)

"اگر قرآن شریف کا نازل کرنے والا خدا نہیں ہے تو کیونکر اس میں تمام دُنیا کے علوم حقہ الٰہیہ لکھے گئے۔ اور وہ تمام ادلہ کاملہ علم الٰہیات کی کہ جن کے استیفا اور صحت لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے۔ اور ہمیشہ غلطیوں میں ہی ڈوبتے ڈوبتے مر گئے۔ وہ کس فلاسفر بے مثل و دانشور نے قرآن شریف میں درج کر دیں؟ اور کیونکر

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ احسان (جون) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں درج شدہ مورخہ ۷ جون کی اطلاع مظہر ہے کہ

"پہلے سے طبیعت بہتر ہے۔ مگر ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہے۔ بیماری کا کچھ اثر باقی ہے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ عنقریب بیرونی ممالک کے دورہ پر تشریف لے جانے والے ہیں۔

احبابِ کرام درد دل سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے اور آپ کے اس دورہ کو ہر جہت سے بابرکت اور کامیاب کرے اور حضور کے عالمگیر مقاصد دینیہ میں روح القدس کی تائید سے نوازے۔ آپ کو ہر دُکھ تکلیف اور شر سے محفوظ رکھے۔ اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین

قادیان ۲۳ احسان (جون) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی "قادیان" تا حال ربوہ کے سفر پر ہیں۔ آپ کو شوگر کی تکلیف چل رہی تھی۔ وہاں علاج ہو رہا ہے۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ اب شوگر کسی قدر کنٹرول میں ہے۔ احباب محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی کامل صحت اور بخیریت دارالامان واپسی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کو سمجھنا اور سیکھنا ضروری ہے اسی لئے میں نے کہا ہے کہ ہمارا کوئی بچہ میٹرک سے کم پڑھا ہوا نہ ہو

تفسیر کبیر، تفسیر مسیح موعودؑ اور دوسری مستند تفاسیر اپنے پاس رکھیں خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھائیں

ہر احمدی یہ سمجھے کہ میں کس تحریک سے منسلک ہوں میں کون ہوں اور میری ذمہ داریاں اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟

ہمارا دورہ یورپ و دیگر ممالک جانے کا ہے دعا کریں کہ یہ دورہ کامیاب ہو اور ہم دنیا کو باور کرا دیں کہ ہر قسم کی بھلائی قرآن کریم میں ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ شہادت ۱۳۵۹ ہش مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۸۰ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"مجھے ... بیماری بڑی لمبی ہو رہی ہے ۲۵ مارچ کو میں بیمار ہوا تھا۔ پھر کچھ الجھنیں پیدا ہو گئیں ... نتیجہ یہ ہوا کہ ربوہ چھوڑنا پڑی۔ پھر میں یہاں آیا۔ ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نے بہت سے ٹیسٹ کروا کے ایک اور دوائی تجویز کی جس کا چار ہفتہ کا کورس دو دن ہوئے گزشتہ منگل کو ختم ہوا۔

بیماری گھٹتی بڑھتی ہے۔ بیماری کا آج کا علاج اس سے بھی زیادہ فکرمندی کرتا ہے۔ اس عرصہ میں اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے ... کا نظام بھی درہم برہم ہو گیا۔ وہ زیادہ آنے لگ گئی۔ ابھی تک کنٹرول میں نہیں آئی۔ کچھ گرمی کی وجہ آگئی بیچ میں۔ جب سے مجھے ایک سال ہوا ہے دو دفعہ ہیٹ سٹروک ہوا کام کرتے ہوئے "گرمی میری بیماری بن گئی ہے۔ بہرحال آج میں

بڑے لمبے عرصہ کے بعد

آپ کی بیداری سے ... آیا ہوں۔ چلتے وقت بھی ضعف کی ایسی کیفیت تھی کہ میں سوچ میں پڑ گیا تھا ... نہ جاؤں پھر میں نے کہا کہ جانا چاہیئے، دیر سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ملاپ نہیں ہوا جماعت سے، ملاپ بالواسطہ اور بلاواسطہ دو ... ہوتا ہے کیونکہ خطبہ جب چھپ جاتا ہے تو ساری جماعت کو پتہ لگ جاتا ہے۔

ایک تو دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد کامل شفا دے تاکہ سہولت کے ساتھ میں اپنے پورے کام کرنے کے قابل رہوں۔ اس بیماری میں بھی ایک وقت ایسا آیا کہ میں ڈاک دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ڈاک بہت اکٹھی ہو گئی۔ پھر ربوہ میں مجھے خیال آیا کہ اس طرح تو بڑی مشکل پڑ جائے گی۔ میں نے دو رات دو بجے شب تک اور ایک رات اڑھائی بجے تک ... ڈاک دیکھی، اور بہت ساری ڈاک نکال دی۔ جب میں یہاں آیا ہوں تو قریباً ساری ڈاک میں دیکھ چکا تھا۔ دن کو بھی رات کو بھی۔ لیکن چھٹے دن کام کی زیادتی سے میری یہ حالت تھی کہ ایک کاغذ کو ہاتھ لگانے کو بھی میرا دل نہیں کر رہا تھا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔ جو وہ کرے اس پر ہم راضی۔ شکوہ تو نہیں کرنا۔ حماقت ہے بڑی خدا سے شکوہ کرنا۔ اس خدا سے جو بے شمار نعمتیں دینے اور فضل کرنے والا ہے۔ اگر انسان

اپنی ہی غفلت کے نتیجہ میں

اس کے قانون کو توڑنے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائے تو اسے اپنے سے شکوہ ہونا چاہیئے خدا سے تو نہیں ہونا چاہیئے۔ ....

انسان اپنی ہی کسی غفلت کے نتیجہ میں بیمار ہوتا ہے اور وہ شفا حاصل نہیں کر سکتا اپنی کوشش سے۔ ... شفا ... ہی دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے انسان جو شفا حاصل کرتا ہے اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ ادویہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنائی ہیں ان کا صحیح استعمال ہو اور ... اللہ تعالیٰ کا حکم ہو ... اور جسم کے ذرات کو کہتی کہ اس دوا کے اثر کو قبول کرو۔ یہ ایک نظام ہے۔ اور دوسرا طریقہ ہے خالص دعا کا جس میں مادی تدبیر ... پردہ کے طور پر آجاتی ہے ... کچھ نہیں۔

ایک دفعہ ... کی بات ہے، حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ایک نوجوان رات کے دو بجے مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا ... شدید درد پیٹ میں اٹھی۔ سارے محلہ کو اس نے ... اٹھایا ہوا تھا۔ آواز بھی اونچی تھی۔ خوب زور زور سے اس نے شور مچایا۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اس کے پاس گئے، آدمی بھیجا ڈاکٹر کو بلانے کے لئے۔ اور خود کاغذ کی ایک گولی بنائی۔ پانی منگوایا اور کہا یہ کھا لو۔ گولی کو اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں رکھ کر پانی پلا دیا۔ تاکہ ... ہو کہ میں کاغذ کھا رہا ہوں۔ اور اس کو آرام آگیا۔ ... اس کے بعد ڈاکٹر پہنچے اس کی درد دور ہو چکی تھی۔ تو یہ دعا ہے جس میں ... بھی ہوتا ہے ممکن ہے اس کاغذ کے اجزاء میں خدا تعالیٰ نے شفا رکھی ہو ... بیماری کی۔

بہرحال اس وقت ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

دوست کثرت سے دعائیں کریں

کہ اللہ تعالیٰ شفا دے اور مقبول خدمت کی توفیق دے۔ مجھے بھی اور آپ کو بھی۔

دوسرے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا ارادہ اس سال دورے پر بیرون پاکستان جانے کا ہے۔ دعا کریں کہ یہ دورہ اس معنی میں کامیاب ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو از سر نو یہ بتایا گیا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ، ہر قسم کی بھلائی، خیر اور خوشحالی کا سامان قرآن کریم میں ہے۔ اسی سے حاصل کرنا چاہیئے۔ سو جب ہم باہر جائیں تو دنیا کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جائیں اور کم از کم ایک حصہ کو تو یہ تحریک ہو جائے کہ ادھر ادھر کی کوششوں اور تدبیروں کی بجائے وہ قرآن کریم کی طرف رجوع کرے۔ وہ دنیا جو آج قرآن کریم کی عظمت کو پہچانتی نہیں اور دنیا والے اپنے جن مسائل کا حل اپنی تدبیر سے کر نہیں سکے انہیں وہ قرآن کریم سے حل کرنے کی

کامیاب کوشش کریں۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ہر قسم کی برکت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آدمی کو حاصل ہوتی ہے۔

قرآن کریم ایک تعلیم ہے

اس کے سمجھنے میں انسان صحیح قدم بھی اُٹھاتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے۔ لیکن جو صحیح سمجھا، جس نے غلطی نہیں کی، جس کے لئے غلطی کرنے کا امکان ہی نہیں تھا ــــ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ــــ جس طرح انہوں نے سمجھا قرآن کو ان کے اُسوہ پر چلنے کی بنی نوعِ انسان کو توفیق عطا ہو اللہ تعالےٰ کی طرف سے۔ اس کے لئے علم ضروری ہے یعنی ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پڑھیں، اُن کے دل میں محبت اور پیار پیدا ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور تیسرے ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے دل میں ایک تڑپ، ایک جوش، ایک جنون پیدا ہو کہ جن راہوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور اپنے رب کی رضا کی جنتوں کو حاصل کیا آپؐ نے، آپؐ ہی کے نقشِ قدم پر وہ بھی، ہم بھی چلنے والے ہوں تاکہ اللہ تعالےٰ کی رضا ہمیں حاصل ہو۔

اس غرض کے لئے ہی مَیں نے "تعلیمی منصوبہ" جماعت کے سامنے پیش کیا ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنا اور سیکھنا ضروری ہے کیونکہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف رُوحانی باتیں ہی قرآن کریم میں ہیں۔ اور وہاں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ مادی زندگی اور رُوحانی زندگی دونوں اس قدر جُداگانہ ہیں اور اس قدر بُعد ہے ان میں کہ ایک کو سیکھنے کے لئے دوسرے کو جاننا ضروری نہیں۔ قرآن کریم نے شروع سے آخر تک آیات کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ آیۃ کی جمع ہے۔ اس لفظ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے لئے بھی اور دیگر انبیاءؑ کے معجزات کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے اور قرآن کریم کی

ہر عظمت والی تعلیم

کے متعلق بھی اسے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہر آدمی کے منہ پر اکثر آتا ہے قرآن کریم کی آیات ہیں، اس سورۃ کی اتنی آیات ہیں یا فلاں سورۃ کی فلاں آیت میں یہ لکھا ہے۔ اسی طرح اس مادی دُنیا کی ہر تبدیلی کا نام قرآن کریم نے آیت ہی رکھا ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ۔ یہ جو دن اور رات کا تعلق اور سورج کے اور زمین کے زاویے، اُن کا بُعد اور اُن کی حرکتیں، اختلاف اللیل والنہار یہ ساری چیزیں آیات ہیں یہ علم جو ہے دینی علم نہیں، محض دُنیوی علم بھی نہیں۔ یہ "دنیوی علم" ہے۔ رُوحانیت کی بُنیاد اس کے اُوپر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی شان اور اس کا جلال ــــ ان علوم کے حصول کے بعد ایک خوش قسمت انسان کو اس سے زیادہ حاصل ہو سکتا ہے جتنا ایک دہریہ کو حاصل ہونا ممکن ہے۔

تو مَیں نے کہا قرآن پڑھیں، تفسیر صغیر اپنے پاس رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جو تفسیر کی ہے۔ وہ اور جو دوسری تفاسیر ہیں قرآن کریم کی مستند، وہ اپنے پاس رکھیں، پڑھیں، پڑھائیں بچوں کو، بچوں کو اُن کے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ وہ جو ہماری منتظمہ ہے اُس کو بہت دفعہ جھنجھوڑنا پڑتا ہے۔ تب وہ ٹھیک کام کرتی رہتی ہیں۔ ورنہ پھر سُست ہو جاتی ہیں۔ پھر قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی غرض سے ہی

مَیں نے کہا

کہ کوئی ہمارا بچہ میٹرک سے کم پڑھا ہوا نہ ہو۔ میرے ذہن میں یہ تھا کہ کوئی بچہ ہماری جماعت میں ایسا نہ ہو کہ وہ قرآن کریم سمجھنے کے لئے جو میٹرک کا دماغ ہے۔ اس سے کم دماغ رکھے۔ یعنی میٹرک کا دماغ رکھنے والے ہیں اتنا علم حاصل کرنے کے بعد جو روشنی پیدا ہوگی۔ اتنی روشنی تو کم از کم ہمارے ہر بچہ میں ہونی چاہیئے تاکہ قرآن کریم کے بعض جلوے جو ہیں وہ اس کے دماغ میں آجاگر ہو سکیں۔ اور مَیں نے یہ کہا کہ جس دماغ کو اللہ تعالےٰ نے مادی دُنیا میں اللہ تعالےٰ کی آیات کے سمجھنے اور ان سے استدلال کر کے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں ان کو کسی ایسی جگہ رُکنا نہ پڑے کہ ان کے پاس، اُن کے خاندان کے پاس آگے پڑھنے یا پڑھانے کے لئے گنجائش نہیں۔ یہ ذمہ داری جماعت اُٹھائے۔ اس کے لئے پیار کے ساتھ پیار پیدا کرنے کے لئے مَیں نے کہا دستخط سے خط لکھوں گا۔ (جس کے سپرد کیا ہوا تھا دستخطوں والے خط کو پرنٹ کرنا انہوں نے بڑی دیر کر دی اور طبع ہو کر ابھی نہیں پہنچے وہ۔ اس کا مجھے افسوس ہے۔ کوشش کروں گا سفر سے پہلے بچوں کے پاس وہ خطوط پہنچ جائیں۔)

مگر جہاں تک میرا اندازہ ہے کہ میرے اس حکم کے مطابق، میری اس خواہش کو پُورا کرنے کے لئے جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کو جتنی کوشش کرنی چاہیئے تھی انہوں نے اس کا ۱/۲ کی ہے یا کچھ زیادہ اس سے، کیونکہ میرا اندازہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں

ایک لاکھ سے زائد

پڑھنے والے بچے عطا کئے ہیں لیکن ہمارے پاس جو خطوط آئے ہیں وہ چودہ پندرہ ہزار ہیں۔ یہاں راولپنڈی میں یہ ہوا کہ [illegible] مجھے کہنے لگے ہماری فہرست مکمل۔ جب پوچھا کتنی؟ تو بتایا [illegible]۔ مَیں نے کہا میرے اندازے کے مطابق تعداد ہزار سے اوپر جانی چاہیئے جب مَیں پچھلی دفعہ یہاں آیا ہوں آپ کے پاس، مَیں نے ان سے کہا مَیں تین دن دیتا ہوں اور کوشش کریں۔ تین دن کے بعد آئے تو تعداد ساڑھے تین سو سے ساڑھے سات سو ہو گئی۔ مَیں نے کہا اب بھی کم ہے کوشش کریں ابھی مجھے ملے تو نہیں، کسی نے مجھے بتایا ہے کہ تعداد آٹھ سو سے اُوپر نکل گئی ہے۔ اور اب ان کو بھی اُمید ہو گئی ہے کہ میرے کہنے کے مطابق تعداد ایک ہزار سے اوپر ہو جائے گی۔

تو یہ معمولی باتیں نہیں آپ کی جماعتی زندگی کے لئے۔ اس زمانہ میں جب اسلام کا کامل اور مکمل غلبہ اپنے پیار کے ساتھ اور اپنے نور کے ساتھ اور اپنے حُسن کے ساتھ اور اپنے احسان کے ساتھ اس دنیا کے انسان کے لئے مقدر ہے اس میں ان ساری چیزوں کا بڑا حصہ ہے۔

پس اس کی اہمیت کو سمجھیں۔ پہلے تو

ہر احمدی سمجھے

کہ مَیں ہوں کون؟ میری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ مَیں کس تحریک سے منسلک ہوں؟ کیا مقصد ہے میری زندگی کا؟ اسے حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ مجھے کرنا چاہیئے۔ کرنے کا سوال مقصد کی عظمت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر کسی نے چند ریوڑیاں لینی ہوں بازار سے، یہ مقصد ہو تو ایک پیسہ کافی ہے خرچ کرنے کے لئے۔ لیکن اگر اسلام آباد میں مکان بنانا ہو تو لاکھوں کی ضرورت پڑ جائے گی۔ اگر کسی نے دو فرلانگ سفر کرنا ہو تو اس کو ایک دھیلے کی بھی ضرورت نہیں اس کو دو فرلانگ چلنا پڑے گا۔ لیکن جس شخص نے زمین سے اُٹھ کر آسمان کی رفعتوں پر جا کر خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہو اس کو تو بڑا چلنے کی ضرورت ہے۔ بہت سفر کی ضرورت ہے راہ بڑی لمبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے۔ اللہ تعالےٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو (جو بیمار ہیں انہیں) صحت دے اور صحت سے رکھے اور ہمارے دلوں میں یہ پیار اور ہماری نسلوں میں یہ جذبہ ہمیشہ قائم رہے کہ بنی نوعِ انسان کو ہلاکت سے بچانا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے انہیں لا جمع کرنا ہے۔" (منقول از الفضل ۷ر جون ۱۹۸۰ء)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

(قسم ہے سورج کی اور اُس کی روشنی کی)

صُبح دم سُورج جو نکلا بحر و بر روشن ہُوا ❊ ظُلمتِ شب چھٹ گئی سارا جہاں گلشن ہُوا

منبعِ نورِ سماوی ہے خُدائے ذوالجلال ❊ یوں ذرا سا نورِ حق اس میں بھی شعلہ زن ہُوا

اس کی زرّیں شعاعوں سے ہمیشہ بہرہ ور ❊ گبر و مسلم نیک و بد اور قاتل و رہزن ہُوا

حسبِ استعداد اس کی خوبیوں سے فیضیاب ❊ عاقل و ہشیار و زیرک اور ہر کودن ہُوا

اس کی تاثیرات سے سطحِ زمیں پر رونما ❊ کوہسار و لالہ زار و خار و خس کا بن ہُوا

زر فشانی میں نہیں کرتا کہیں پر بھی یہ فرق

قلزمِ ابیض ہُوا یا کوہ کا دامن ہُوا

اس کی زرّیں ہستیوں کو مل گئیں رعنائیاں ❊ رشکِ جنّت جن کی رنگینی سے ہر آنگن ہُوا

پیشِ چشمِ گلچیں اس کے لئے عبرت کے ساماں ہو گئے ❊ جب نمایاں لالہ و گل میں حسیں جوبن ہُوا

بے ثباتی کا بھلا اس سے بھی بیّن ہے ثبوت ❊ گل ہوئی ہر شمعِ محفل ختم جب روغن ہُوا

ہر فطرت کی شعاعیں لے کے کرتیں عمر بھر ❊ نرگسِ شہلا کی تربت پر گلِ سوسن ہُوا

حق پرستوں کی قلم کاری کا قائل ہو گیا ❊ نیم شب جب بدرِ کامل کا کہیں درشن ہُوا

کس قدر پُر حکمت و بے مثل ہے شمسی نظام

سورۃ والشمس پڑھ کر شاد اپنا من ہُوا

سیرتِ حق کو سمجھئے حاصل ہیں سورج کی صفات ❊ سالکوں کے واسطے تو ملجأ و مامن ہُوا

آفتابِ عالمِ روحانیت کے نور سے ❊ شاد کام و بہرہ ور ہر دوست و دشمن ہُوا

مرحبا آں نیّرِ اعظم مبارک زندہ باد ❊ صدرِ بزمِ انبیاء با صورتِ احسن ہُوا

اوّلین و آخریں سب ہیں انہی سے فیضیاب ❊ بہرہ ور آسودہ ان سے ہر صاحبِ فن ہُوا

اُن کی برکت سے ہزاروں چاند چمکے دہر میں ❊ بدرِ کامل اک نرالی شان سے روشن ہُوا

مرحبا صد مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

محسنِ انسانیت ہر نور کا مخزن ہُوا

جناب عبدالرحیم صاحب راکھوری

دارالصحت ... ربوہ

◎

نہایت عاجزانہ درخواستِ دُعا

اخبار الفضل مجریہ ۷ رجون ۱۹۸۰ء میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے متعلق دُعا کی درخواست شائع ہوئی ہے جس میں آنمحترم نے اپنی علالت کی مختصر تفصیل بیان فرماتے ہوئے بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست کی ہے۔ ذیل میں اس درخواستِ دُعا کے مضمون کو من وعن درج کرتے ہوئے قارئین بدر کی خدمت میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے لئے خصوصی دُعا کی تحریک کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

"یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے اس عاجز اور حقیر بندے کو توفیق عطا فرمائی کہ اپنی عمر کے شروع سے ہی اپنی زندگی اس کے دین اور اس کے سلسلہ اور اس کے بندوں کی خدمت کے لئے وقف کر دے۔ اور اب تک اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس خدمت کو بجا لانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے تقریباً ڈھائی ماہ سے خاکسار کی طبیعت خراب چلی آرہی ہے۔ مجلس شوریٰ سے قبل یکدم شدید معدہ اور انتڑیوں کی انفکشن کا حملہ ہوا۔ یعنی Gastroenteritis کا حملہ ہوا جو بہت لمبا چلا اور ایک دن کھانسی کا اس قدر شدید (Spasm کہ) حملہ ہوا کہ سینہ کے سامنے کی ہڈی اور پسلی کا جوڑ کریک کر گیا۔ اور اس سے کھانسی حتیٰ کہ سانس لینے سے بھی سینہ میں اس قدر شدید درد ہوتی تھی کہ جس طرح کسی نے سینہ میں خنجر گھونپ دیا ہو۔ یہ تکلیف بہت لمبی ملی بلکہ اب بھی کھانسی جب آتی ہے تو سینہ میں درد ہوتی ہے۔ اسی دوران میں خاکسار کے پاؤں پر بہت زیادہ ورم ہو گیا اور ٹٹی میں خون آنے لگا جس کی وجہ سے ایک ماہ میں جسم کا خون کم ہو کر ۳ گرام نیچے ہو گیا۔ سانس چڑھنے لگا ہے۔ کئی ضروری ٹیسٹ کئے ہیں مگر انتڑیوں سے خون آنے کی اور پاؤں پر oedema کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ دونوں تکلیفیں بدستور چل رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے طبیعت بے حد کمزور اور مضمحل ہو گئی ہے۔ اور جسم کھوکھلا سا لگتا ہے۔ اب حالت قابلِ فکر ہو گئی ہے۔ خاکسار کو اس بات کا کوئی فکر نہیں کہ موت آ جائے گی۔ کیونکہ ہر ایک نے ایک روز اس دُنیا سے جانا ہے۔ فکر صرف اس بات کا ہے کہ بیماری کہیں خاکسار کو معطل نہ کر دے۔ اور بقیہ زندگی کو ناکارہ نہ بنا دے۔ خاکسار کی شدید خواہش ہے کہ جو بھی زندگی رہ گئی ہے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کرنے والی دین کی خدمت کرنے والی زندگی ہو آمین۔

لہٰذا خاکسار آج اپنی صحت کی پوری حالت لکھ کر نہایت عجز و انکسار سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے اور مشفق آقا کی خدمت میں اور تمام صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، بزرگوں اور بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں جن کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے پیار ہے۔ درخواست کرتا ہے کہ اپنے اس نہایت حقیر عاجز لاشئے محض بھائی کے لئے خاص دُعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جو شافی اور قادرِ مطلق ہے۔ اپنے خاص فضل سے اس عاجز کو کامل شفا عطا فرمائے۔ صحت و طاقت عطا فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین و خدمتِ خلق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

والسلام

آپ کا بیمار بھائی۔ ڈاکٹر مرزا منور احمد

قادیان میں ماہِ رمضان المبارک گزارنے کے سلسلہ میں ضروری اعلان

ہندوستان کی جماعتوں کے جو دوست ماہِ رمضان المبارک مرکزِ سلسلہ قادیان میں تشریف لا کر گزارنے اور یہاں کے روحانی ماحول میں روزے رکھنے۔ درس القرآن سننے اور اعتکاف بیٹھنے کے خواہشمند ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ اپنی درخواستیں صدر صاحب جماعت مقامی کی تصدیق سے جلد از جلد نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوائیں اور درخواست میں یہ وضاحت فرمائیں کہ کیا وہ قادیان میں قیام کے دوران کھانے وغیرہ کا انتظام و ادائیگی اخراجات اپنے طور پر کریں گے یا لنگرخانہ سے ان کے کھانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ امید ہے احباب اپنی درخواستیں جلد بھجوا دیں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دُعا:۔ مکرم یوسف حسین صاحب حیدر آباد سے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے داماد مکرم محمد عارف قریشی شدید بیمار اور عثمانیہ دواخانہ میں داخل ہیں احباب سے موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

قرآن مجید کی بے مثال روحانی تاثیرات!

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

قرآن مجید خدا تعالےٰ کا وہ عظیم کلام ہے جس کی روحانی تاثیرات قیامت تک جاری رہیں گی۔ اور انسان اس دائمی غیر متبدل اور غیر متغیر شریعت سے ہمیشہ روحانی فوائد حاصل کرتا رہے گا۔ یہ خدائے بزرگ و برتر کا وہ کلام ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں لی ہے :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

کہ اس ذکر کو یعنی قرآن مجید کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا یہ قول حرف بحرف درست اور سچا ثابت ہوا۔ یہ کلام آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح یہ نازل ہوا تھا۔ اس کتاب کے ایک نقطے۔ شوشے۔ یا حرکت میں بھی کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا۔ قرآن مجید کے لاکھوں قلمی اور مطبوعہ نسخوں کی یہ حیرت انگیز یکسانیت ایک زندہ اعجاز ہے۔ پھر دنیا میں کسی کتاب کے اتنے قلمی نسخے نہیں ملتے جتنے قرآن مجید کے ملتے ہیں۔ یہ بدیہی امر ہے کہ قلمی نسخوں کی کثرت اصل متن کی تحریف کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن قرآن مجید اس کلیے سے مستثنیٰ ہے۔ اور یہ بات دنیا کے لئے از حد حیرت کی موجب ہے۔ پس متن کی یہ محیر العقول یکسانیت قرآن عظیم کے دوام، اس کی دوامی تاثیرات اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے پر دلیل ہے۔

عام طور پر کسی کتاب کے دو قلمی نسخے یکساں نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ کاتب انسان ہے اور انسانی جذبات سے محرک ہے۔ جذبات و احساسات جہاں عالم میں رنگا رنگی کے موجب ہیں وہاں ان کی کارفرمائی سے ایک خطی نسخہ دوسرے نسخے سے کسی نہ کسی لحاظ سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس لئے جس کتاب کے جتنے قلمی نسخے زیادہ ہوتے جاتے ہیں اتنے ہی وہ اپنی اصل سے زیادہ دور ہو جاتے ہیں۔ پھر عربی و فارسی رسم خط میں تحریف متن کی کافی گنجائش ہے۔ عربی و فارسی رسم خط کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں نقطے اور شوشے کے ذریعہ ایک حرف دوسرے حرف سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ پھر بعض حروف کبھی جدا اور کبھی پیوست لکھے جاتے ہیں۔ پیوستگی کی حالت میں حرف اصل صورت سے مختلف ہو جاتا ہے۔ نقطوں اور شوشوں کے باقاعدہ التزام نہ ہونے کی بنا پر ایک حرف کا امتیاز دوسرے حرف سے اکثر باطل ہو جانا عام بات ہے۔ اس طرح سینکڑوں محرّف الفاظ وجود میں آ جاتے ہیں اور قاری اکثر دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے مثلاً بنی آدم کو نبی آدم پڑھا جاتا ہے۔ رجحان کو رحجان لوگ پڑھتے ہیں۔ ان خصائص کا لازمی نتیجہ متن کی تخریب و تحریف کی شکل میں برآمد ہوتا ہے مثلاً سعدی کی گلستان فارسی کی مقبول ترین کتاب ہے اگر اس کے تمام نسخوں کے اختلاف کو اکٹھا کیا جائے تو وہ لاکھوں کے حدود میں ہوں گے گویا ایک لاکھ نسخوں میں صرف ایک نسخہ اصل ہوگا اور ننانوے ہزار نو سو ننانوے نسخے مختلف ہوں گے۔

ان امور کی روشنی میں قرآن مجید پر غور کریں قرآن مجید کے دو نام قرآن پاک میں ہی آتے ہیں۔ فرمایا تلک آیات الکتاب و قرآن مبین (حجر ع ۱) یہ کتاب بھی ہے اور قرآن بھی ہے گویا یہ وہ کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی گئی ہے اور اور جو سب کتب سے زیادہ لکھی گئی ہے اور جس کے سب سے زیادہ قلمی نسخے ملتے ہیں۔ قرآن مجید کے سب سے زیادہ پڑھے جانے کی یہ دلیل ہے کہ یہ کتاب حفظ کی جاتی ہے اور آج تک اس کے حفاظ کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے ہر حافظ اپنی حیات میں قرآن مجید کو ہزاروں سے زیادہ بار پڑھتا ہے۔ پھر نمازوں میں رمضان شریف میں قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت ہوتی ہے اور کثرت تلاوت سے اس کی روحانی تاثیرات کا ظہور ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی اور کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔

بلحاظ کتاب ہونے کے اس کی کتابت کی طرف جب آئیں۔ دنیا میں پھیلے ہوئے ہزاروں کتب خانے اور میوزیم میں شاید ہی کوئی ایسے ہوں گے جو قرآن مجید کے قلمی نسخوں سے خالی ہوں۔ ایران کے شہر مشہد کے کتاب خانہ استانہ قدس میں ساڑھے چار ہزار سے زیادہ قلمی نسخے اب بھی موجود ہیں۔ تبریز میں ربع رشیدی ایک محلہ تھا جس میں رشید الدین فضل احمد نے ایک کتب خانہ ترتیب دیا تھا جس میں قرآن مجید کے ایک ہزار نسخے تھے۔ ہندوستان میں رامپور کے کتاب خانے میں کئی سو قلمی نسخے موجود ہیں۔ مصر کے کتب خانوں میں دو سو سے زیادہ قلمی نسخے موجود ہیں۔ روس کے ایک کتب خانہ میں حضرت عثمان رضؓ کا لکھا ہوا وہ قلمی نسخہ موجود ہے جس کی بوقت شہادت وہ تلاوت فرما رہے تھے۔ ایک عمومی اندازہ کے مطابق ایک لاکھ قلمی نسخے اس ایک کتاب کے موجود ہیں اور اتنی بڑی تعداد دنیا کی کسی ایک کتاب کا کیا ذکر متعدد کتابوں کی مل کر نہیں ہوگی۔

ہندو مذہب کی مقدس کتاب وید بہت پرانی مانی جاتی ہے۔ میں نے جب ویدوں کو پڑھا تو مجھے شوق ہوا کہ اس کے قلمی نسخوں کو دیکھا جائے میں نے متعدد لائبریریوں میں جا کر چھان بین کی لیکن وہ وید جسے مول وید یعنی اصل وید کہا جاتا ہے۔ اس کا کوئی قلمی نسخہ ملتا ہی نہیں کہا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ مول وید بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اور آجکل جتنے بھی نسخے ویدوں کے ملتے ہیں وہ ویدوں کی شاخائیں ہیں۔ جن میں باہمی بے حد اختلاف ہے۔ اور کوئی ایک قلمی نسخہ دوسرے کے ساتھ نہیں ملتا۔ اسی طرح زرتشتیوں کی مقدس کتاب ژندادستا ہے۔ اس کا اصل نسخہ سکندر کے فتح اسطخر کے موقعہ پر نذر آتش ہو گیا تھا اس کے بعد کسی قلمی نسخے کا پتہ نہیں ملتا۔ بعد میں یادداشت اور حافظے سے ژندادستا کے اجزاء مختلف دوروں میں مرتب ہوئے جن سے زبان کی یکسانی بھی موجود نہیں۔ لیکن قرآن مجید سب سے زیادہ لکھی گئی کتاب ہے اور محیر العقول بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے لاکھوں نسخوں کے درمیان ایک نقطے شوشے یا اعراب کا بھی فرق نہیں ملتا۔ قرآن مجید کے قدیم ترین نسخے سے ایک جدید نسخے کا مقابلہ کرنے پر جو حیرت انگیز یکسانیت ملتی ہے وہ دنیائے علم کا ایک بہت بڑا عجوبہ ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید ایک محفوظ کتاب ہے اور قیامت تک کے لئے شمع ہدایت ہے۔ اور آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے جیسا کہ چودہ سو سال پہلے تھا۔ اور اس کی روحانی تاثیرات آج بھی اسی طرح ہیں جس طرح ہزار سال پہلے تھیں۔ قرآن مجید کی اس بلند شان کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اعجاز احمدی میں فرماتے ہیں :-

واللّٰہ فی القرآن کل حقیقۃ

وآیاتہ مقطوعۃ لا تغیّر

اللہ کی قسم قرآن مجید میں ہر ایک حقیقت موجود ہے اور اس کی آیات قطعی ہیں جو ہمیشہ کے لئے ہیں اور نہیں بدلیں گی۔

معین معین المخلد نور معینہا

بہ جراہ نمیرہ الماء لا یتکدر

قرآن کریم جنت کا پانی ہے اور ہمارا خدا کا نور ہے۔ اس کی ہدایت صاف اور خالص پانی کی طرح ہے جس میں کوئی گدلا پن نہیں

اری آیۃ کالغید جاءت من السماء

و فیہا شفاء للذی یتفکر

اس کی آیات حسین ہیں جو آسمان سے اتری ہیں اور ان میں فکر کرنے والوں کے لئے شفاء ہے۔

یہ کلام کس قدر مؤثر ہے اور کس قدر روحانی تاثیر اس میں پائی جاتی ہے مسلم شریف میں آمدہ ایک روایت سے اس کا معمولی سا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ازدہ شنوئۃ کا ایک آدمی جس کا نام حماد تھا اور جو دم درود جھاڑ پھونک کیا کرتا تھا اس نے مکہ کے بعض بے وقوفوں سے یہ سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیوانہ ہو گیا ہے اس نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر میں ان کے پاس جا کر دم وغیرہ کروں تو ممکن ہے انہیں دیوانگی سے شفا ہو جائے چنانچہ وہ حضورؐ سے ملا اور اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دم کی وجہ سے آپ کو شفاء دے گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ خدا کی حمد و تعریف میں قرآن مجید کی بعض آیات تلاوت فرمائیں۔ تو حماد نے کہا یہ کلمات دوبارہ فرمایئے حضورؐ نے ان کلمات کو دہرایا۔ جس پر حماد نے کہا میں نے بڑے بڑے کاہنوں۔ جادوگروں اور شاعروں کا کلام سنا ہے لیکن ایسا پر تاثیر کلام میں نے کسی سے نہیں سنا۔ یہ تو سمندر کی گہرائی تک اثر کرنے والا کلام ہے۔ اور ساتھ ہی اس نے کہا اپنا ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کرتا ہوں اور اسلام قبول کرتا ہوں۔

(مسلم شریف کتاب الجمعہ)

قرآن مجید میں تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی خوبیاں موجود ہیں۔ اللہ فرماتا ہے۔

ھٰذَا ذِکْرٌ مُّبٰرَکٌ اَنْزَلْنٰہُ

یعنی قرآن مجید ایسی یاد دہانی کرانے والی کتاب ہے کہ اس میں تمام آسمانی کتابوں کی خوبیاں موجود ہیں۔ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ انبیاء کی تعلیمات کو اس میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا

فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ اس کتاب میں دائمی صداقتیں موجود ہیں۔ گویا تمام دینی صداقتیں جو متفرق طور پر پہلی کتابوں اور انبیائے سلف کے صحیفوں میں پراگندہ اور منتشر تھیں وہ اس میں شامل ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے بارہ میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وفات وصیت فرمائی کہ یہ ہدایت اور نور سے پر اور مؤثر کتاب ہے۔ اس لئے اے مسلمانو! اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑنا اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے تمہاری نجات ہوگی۔ چنانچہ مسلم شریف میں یہ روایت آتی ہے۔ حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریر کرنے کے لئے ہم میں کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثناء کی اور وعظ فرمایا۔ اور اس کے بعد فرمایا :-

”اے لوگو! میں انسان ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والا آجائے اور میں اس کے کہنے کے مطابق اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ میں تم [illegible] چھوڑے جا رہا ہوں۔ [illegible] اللہ کی کتاب ہے [illegible] [illegible]رات ہیں یعنی [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کے مطابق عمل کرو۔“

مسلم شریف کتاب الفضائل

اس کتاب یعنی قرآن مجید [illegible] ایک زبردست الفت [illegible] — یہ قرآن مجید کی روحانی تا[ثیر] ہی تھا۔ کہ عرب جیسی وحشی قوم جو اخلاق [illegible] عاری تھی۔ با اخلاق قوم بنی اور با اخلاق ہی نہیں بلکہ باخدا اور خدا نما قوم بن گئی قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اس کی قدرتوں کے عجائبات انسان کے سامنے آتے ہیں۔ خدا کی معرفت بڑھتی ہے۔ انسان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کرنے سے انسان ولی اور ابدال بنتا ہے۔ یہ مقدس کتاب اپنی روحانی خاصیت اور روحانی تاثیر سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور اس کے دل کو منور کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے انسان کا تعلق قائم ہوتا ہے۔

سچ فرمایا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی ہزار آفتاب میں
پھر یہ کلام نورِ خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوے لاتا ہے

مسلمانوں کو قرآن مجید سے روحانی تاثیرات حاصل کرنے کے لئے عبادات کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلائی گئی ہے وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز کو قائم کرو۔ اور پھر فرمایا :-

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

(سورۃ مومنون)

وہ کامل مومن یقیناً کامیاب و کامران ہو گئے جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں ــــ آگے فرمایا

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

نماز کے متعلق یہ بھی فرمایا اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

(پارہ [illegible] ع [illegible])

ترجمہ :- اس کتاب یعنی قرآن میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے [illegible] پڑھ اور لوگوں کو پڑھ کر سنا، اور نماز کو اس کی سب شرائط کے ساتھ ادا کر یقیناً نماز [illegible] بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کی یاد یقیناً سب کاموں سے بڑی ہے۔

مسلمانوں کو ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے کیونکہ اس سورت میں دعا کرنے کا ایسا بہترین طریقہ بتلایا ہے جس سے بہتر طریقہ ممکن نہیں۔ اور اس میں تمام وہ امور جمع ہیں جو دعا میں دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ہی ضروری ہیں۔ اسی سورت کے بار بار پڑھنے کی بڑی تاثیر ہے۔ اس سے دل منور ہوتا ہے اور ظلمت بشریت دور ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”ایک خاصہ روحانی سورۃ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز میں اس کو ورد کر لینا اور اس کی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھ کر اپنے دل میں قائم کر لینا تنویر باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے۔ یعنی اس سے انشراح خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے۔ اور حضرت مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور قبولیت الٰہی کے انوار اس پر احاطہ کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے اور کشوف صادقہ اور الہامات واضحہ سے متمتع تام وافر حصہ لیتا ہے اور حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ عجائبات التائید غیبی اور کلام لاریبی اور استجابت دعا اور کشف مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اسی سے ظہور میں آتی ہیں۔ جس کی نظیر اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔“

{ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۳۸ حاشیہ نمبر ۱۱ }

آج مسلمان کیوں قعر ذلت میں گر گئے اس لئے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی طرف سے منہ پھیر لیا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اے مسلمانو! میں تم میں دو اہم باتیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جن میں سے ایک قرآن مجید ہے اس پر عمل کرنا۔ مسلمانوں نے قرآن مجید پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور روحانی لحاظ سے نقصان اٹھایا۔ لیکن اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ ہیں [illegible] زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید [illegible] [تاثی]رات کے ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے اور آپؑ نے بتایا ہے کہ ؎

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ میں اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنی بے شک ہم نے اس ذکر قرآن شریف کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ توریت یا کسی اور کتاب کے لئے نہیں۔ اسی لئے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے۔“

(الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء)

ہماری دعا ہے کہ مسلمان قرآن شریف کو اپنا امام بنائیں۔ اس پر عمل کریں اور اس کی روحانی تاثیرات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ آمین ✧

اعلانِ نکاح

مورخہ [illegible] بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے ہمشیرہ زادہ عزیزہ شمیلہ طیبہ صاحبہ بنت مکرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری ساکن یادگیر کے نکاح کا اعلان مکرم احمد عبد الباسط صاحب پسر مکرم احمد عبد اللہ صاحب فاضل مرحوم ساکن چنچل گوڑہ حیدرآباد کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔

محترم مولانا صاحب موصوف نے آیات مسنونہ کے بعد حقوق زوجین پر جامع رنگ میں روشنی ڈالی اور پھر فریقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ لڑکی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑنواسی۔ محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم کی نواسی اور محترم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب غوری کی پوتی ہے۔ اور لڑکا، محترم قاری محمد عثمان صاحب مرحوم کا پوتا ہے اور عزیز کے والد مکرم احمد عبد اللہ صاحب فاضل مرحوم، قادیان کے مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل تھے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب رحمت و برکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔ آمین

اس خوشی کے موقع پر عزیز احمد عبد الباسط صاحب کی طرف سے ان کے چچا مکرم بشیر الدین احمد صاحب (بحال مقیم قادیان) نے مختلف مدات میں مبلغ یکصد روپیہ (۱۰۰ــــ) اور مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نے مبلغ پچھتر روپے (۷۵ــــ) مختلف مدات میں بطور شکرانہ ادا کئے ہیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

خاکسار : محمد السلام غوری۔ قادیان ✧

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد عظمت قرآن پاک کا قیام

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند ⁂ زاں بیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(درثمین)

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ⁂

(۱)

قرآن مجید ایک کامل ضابطہ حیات، دائمی عالمگیر اور ایک زندہ شریعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن پر یہ قرآن نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ)

کہ ہم نے اس قرآن مجید کے نزول کے ذریعہ تمہارا دین تم پر مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت کو بھی پورا کر دیا۔ اور اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کے ہر شعبہ میں دینی ہو یا دنیوی' روحانی ہو یا اخلاقی' اقتصادی ہو یا معاشرتی' اصولی رہنمائی کرتا ہے اور اس کا فیض ہر وقت جاری و ساری ہے۔ اس کی تعلیمات پر چل کر انسان قرب الٰہی کے مختلف مدارج حاصل کرتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی اس اصولی رہنمائی کو دیکھ کر دل سے بے اختیار نکلتا ہے ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

(المسیح الموعودؑ)

دوسری طرف خدا تعالیٰ نے اس کلام پاک کی حفاظت کا بدیں الفاظ وعدہ فرمایا ہے:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر)

کہ ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ چودہ سو سال سے یہ کلام پاک ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے جس کا اعتراف مخالفین اسلام کو بھی ہے چنانچہ سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ

"اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قرآن مجید میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی۔"

(لائف آف محمد)

(۲)

بے شک قرآن مجید ایک غیر متبدل اور محفوظ شریعت ہے۔ مگر ہائے افسوس اس کے ماننے والوں نے اس کی باطنی کمالات اور اس کی حیات بخش تاثیرات سے بے بہرہ ہو کر اس کو طاقچوں اور جزدانوں کی زینت بنا کر رکھ دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ایک طرف اس کے حقائق و معارف سے نا آشنا ہوئے تو دوسری طرف اس کے روحانی انوار اور برکات سے محروم ہو گئے چنانچہ اس کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے اپنی امت کو خبردار کر دیا تھا کہ

(ا) "یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَ ھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ"

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا۔ اور قرآن مجید کے الفاظ و نقوش باقی رہیں گے (یعنی اس کے مطالب اور حقائق و معارف کو سمجھنے والے لوگ نہ ہوں گے) مساجد بظاہر آباد مگر ہدایت سے خالی ہوں گی اور ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

نیز فرمایا:-

(ب) "صحیح علم مفقود ہو جائے گا۔ اور قرآن مجید کی اصل تعلیم لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائے گی۔ ایمان دنیا سے اٹھ جائے گا۔ دہریت اپنا زور دکھائے گی۔ لوگوں کے اعمال خراب ہو جائیں گے اور مسلمان اپنی بد اعمالیوں میں یہود کے قدم بہ قدم چلیں گے۔

(کتب احادیث ابواب الفتن)

الغرض مسلمان اپنی غفلت اور روحانی بے اعتنائی اور قرآن مجید کی دوری کی وجہ سے قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق ہوں گے:-

"وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا"

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بارگاہ رب العزت میں پکار اٹھیں گے۔ کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انہوں نے تو قرآن مجید کو اپنے سینوں سے لگایا۔ دل و دماغ میں بٹھایا۔ اور اس کے احکام کی پابندی کی۔ اور خدا تعالیٰ کے انوار و برکات کے مورد بنے۔ اور دنیا میں عزت پائی۔ پس یہ آیت آخری زمانہ کے مسلمانوں کے روحانی تنزل و ادبار کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ان کی بد اعمالیوں اور قرآن مجید سے دوری کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا رسول مسلم پکار اٹھے گا۔ کہ میری قوم کے ان لوگوں نے قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت واقعی اس آیت قرآنی کی مصداق ہے!!

(۳)

جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر ایک پر آشوب زمانہ کے آنے کی خبر دی وہاں آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے یہ بشارت بھی دی:-

"لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ"

(بخاری کتاب التفسیر)

کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کی روحانی ذریت ابنائے فارس میں سے ایک شخص کے ذریعہ سے اسلام کی عظمت کو از سر نو قائم کرے گا۔ اور ایمان اور قرآن کو دوبارہ واپس لا کر تجدید دین کی بنیاد رکھے گا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپ فارسی الاصل تھے۔ آپ نے قرآن مجید کو ایک زندہ اور کامل کتاب ہونے کی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ اور اس کے فضائل اور محاسن کو اردو، عربی اور فارسی میں نظم و نثر میں اس عقیدت اور عشق و محبت سے پیش فرمایا کہ ان کے مطالعہ سے انسان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد ہی الہام الٰہی میں احیاء دین اور قیام شریعت اسلامیہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

(ا) - "اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا۔"

(تریاق القلوب ص ۹۴)

(ب) یُحْیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

(تذکرہ)

کہ (یہ مسیح موعود) دین اسلام کو زندہ کرے گا۔ اور شریعت اسلامیہ کو دنیا میں قائم اور جاری کرے گا۔ چنانچہ آپؑ اپنی بعثت کے مقصد کو کتنے یقین اور وثوق کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش فرماتے ہیں۔ کہ

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو۔ وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرائے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی ہوتا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ میں اس بات کا ثبوت دوں۔ کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے۔ اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۱ء)

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہی عظمت قرآن مجید کا قیام تھا۔ اس لئے آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے تاکیدی نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے۔ وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(کشتی نوح)

نیز فرمایا:-

"نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔" (کشتی نوح)

(باقی ص ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

قرآن کے ذریعہ علمی دنیا میں رونما ہونیوالا انقلاب عظیم!

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی مدیر روزنامہ الفضل ربوہ

حصولِ تعلیم کی اہمیت اور علم کی ترویج پر جتنا زور قرآن مجید نے دیا ہے اتنا کسی اور مذہب کی کتاب نے نہیں دیا۔ اور اسی طرح تحصیل علم کی اہمیت کو جس حکیمانہ انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہن نشین کرایا۔ اور پھر علم کی ترویج عام کے سلسلہ میں جیسے دور رس اقدامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمائے اس کی بھی کسی اور مذہبی پیشوا کے احوال و واقعات میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ ان تمام امور پر ہم گزشتہ اداریوں میں تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ آج ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی لازوال و بے مثال تعلیم کے اس خاص پہلو اور علم کی ترویج کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ ارشادات اور عملی اقدامات کا آگے چل کر مسلمانوں کی زندگیوں پر کیا اثر ظاہر ہوا اور مسلمانوں نے تعلیم کے میدان میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔

چنانچہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی ہمہ گیر تعلیم کا ہی یہ اثر تھا کہ مسلمانوں کو جب دنیا میں اقتدار حاصل ہوا تو انہوں نے علم کی ترویج اور علمی تحقیق کے میدان میں ایسے ایسے محیر العقول کارنامے سرانجام دئے کہ ان پر دنیا آج بھی حیرت کا اظہار کئے اور خراج عقیدت پیش کئے بغیر نہیں رہتی۔ جس تعلیمی نظام کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مساجد میں چھوٹے چھوٹے مکتبوں سے ہوا تھا وہ اس قدر پھیلا پھولا اور اس میں اس قدر وسعت پیدا ہوئی کہ ان مدرسوں نے ہی آگے چل کر عظیم یونیورسٹیوں کی شکل اختیار کی جو بعد ازاں نئے علوم کو دنیا میں رائج کرنے کا موجب بنیں۔ ان یونیورسٹیوں میں اس کی کوئی مثال موجود نہ تھی حتیٰ کہ مسلمانوں کی علمی ترقی و عروج کے اس دور میں یورپ کے لوگوں کے لئے مسلم یونیورسٹیوں کا فارغ التحصیل ہونا ایک قابلِ فخربات سمجھی جاتی تھی۔ وہاں کے لوگوں نے بکثرت آ آ کر مسلمانوں کی قائم کردہ یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی اور اس طرح اسلامی علوم کو یورپ کے دوسرے حصوں میں رائج کرکے وہاں کے کروڑوں انسانوں کو جہالت اور توہم پرستی کی لعنت سے نجات دلائی۔ چنانچہ مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز جیسا مؤرخ بھی جن کا اسلام کے خلاف تعصب اظہر من الشمس ہے اپنی کتاب Outline of History میں مسلمانوں کے علمی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ:-

" مغرب کے مقابلہ میں کئی صدیاں قبل ہی اسلامی دنیا کے شہروں بصرہ، کوفہ، بغداد، قاہرہ اور قرطبہ وغیرہ میں بہت سے تعلیمی مراکز قائم ہو گئے تھے ابتداء میں یہ محض مذہبی مدرسوں کی حیثیت رکھتے تھے جن کا تمام تر دارومدار مسجدوں پر تھا۔ لیکن بعد میں انہی میں سے عظیم یونیورسٹیوں کا ایک سلسلہ نمودار ہوا۔ ان یونیورسٹیوں سے علم کی روشنی اسلامی دنیا کی حدود سے نکل کر دور دور تک پھیلتی چلی گئی ان یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے مشرق اور مغرب سے علم کے متلاشی کھنچے چلے آتے تھے۔ خاص طور پر قرطبہ میں عیسائی طلباء کی بھاری تعداد ہر وقت زیر تعلیم رہتی تھی۔ عرب فلسفہ کا پیرس، آکسفورڈ، شمالی اٹلی اور مغربی یورپ کے مکاتیب فکر پر بلاشبہ گہرا اثر پڑا۔ قرطبہ کے ایک ابن رشد کا نام ہی عرب فلسفہ کے اس انتہائی اثر کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ جو اس زمانہ کے یورپ کے قلب و ذہن پر چھایا ہوا تھا۔" (صفحہ ۶۸۰)

خالص علمی میدان کے علاوہ زراعت، صنعت و حرفت، فن تعمیر اور تجارت وغیرہ میں مسلمانوں نے جو ترقی کی اور جو نئے نئے اصول اور طریقے وضع کئے اہل مغرب نے اپنی کتابوں میں ان پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ تہذیب و تمدن کی تاریخ سے متعلق کسی بھی کتاب میں مسلمانوں کی اس ترقی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پروفیسر ایچ اے ڈیویز اپنی کتاب AN OUTLINE HISTORY OF THE WORLD میں مسلمانوں کی ہمہ گیر علمی ترقی اور تمدنی زندگی میں اس کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد پانچ سو سال کے اندر اندر ان کے متبعین نے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد ڈالی جو اس زمانہ میں یورپ میں پائی جانے والی تہذیب سے کہیں ارفع و اعلیٰ تھی .... انہوں نے عظیم یونیورسٹیاں قائم کیں۔ جنہوں نے کئی صدیوں تک عیسائی یورپ کی یونیورسٹیوں پر اپنی سبقت اور برتری قائم و برقرار رکھی بغداد، قاہرہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں خاص طور پر بہت مشہور تھیں۔ قاہرہ کی یونیورسٹی میں ایک وقت میں کم از کم بارہ ہزار طلباء تحصیل علم میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے بڑی بڑی لائبریریاں قائم کیں ان میں کئی کئی لاکھ کتابیں ہر وقت مہیا رہتی تھیں۔ انہیں نہایت مناسب طریق پر درجہ بندی کے ساتھ ترتیب دیا جاتا تھا۔ وہ بہت سے عیسائی طلبہ جو قرطبہ کی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ وہ علم اور فضل اور تہذیب و تمدن کی روشنی کو اپنے ملکوں میں منتقل کرنے کا موجب بنے۔ پیرس، آکسفورڈ اور شمالی اٹلی کی یونیورسٹیوں پر ہسپانیہ کی [illegible] یونیورسٹیوں کا بہت گہرا اثر [illegible]۔ قرطبہ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے عیسائی طلباء میں سب سے زیادہ معروف GERBERT (گربرٹ) نامی ایک طالب علم تھا جو بعد میں سلویسٹر ثانی (SILVESTER II) کے نام سے پاپائے روم کے عہدہ پر فائز ہوا [illegible] سے یورپ [illegible] [illegible] متعارف اور رائج کرنے [illegible] اہم کردار ادا کیا۔

دنیائے سائنس بھی مسلمانوں کی بہت مرہونِ منت ہے انہوں نے علامتی علم اعداد ایجاد کیا اور الجبرا تو عملاً ہے ہی ان کی تخلیق۔ پھر انہوں نے علم مثلث، علم بصریات اور علم نجوم کو ترقی دی۔ لنگر (PENDULUM) انہی کی ایجاد ہے۔ علم ادویہ میں انہوں نے حیران کن ترقی کی۔ علم الابدان اور علم حفظانِ صحت کا مطالعہ انہوں نے کیا اور مشکل ترین آپریشن کرنے پر بھی وہ قادر تھے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بیہوشی طاری کرنے والی ادویہ کو کس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔ مریضوں کے علاج سے متعلق ان کے وضع کردہ بعض طریقے آج بھی رائج ہیں۔ ایک ایسے زمانہ میں جبکہ یورپ میں کلیسیا نے ادویہ کے استعمال کو ممنوع قرار دے رکھا تھا اور جبکہ جھاڑ پھونک اور خیالی بھوتوں وغیرہ کو مذہبی رسوم کے ذریعہ بھگانے کو امراض کا علاج تصور کیا جاتا تھا اور جبکہ یورپ میں عطائیوں اور شعبدہ باز نیم حکیموں کی بھرمار تھی۔ مسلمانوں میں حقیقی طبی سائنس مروّج تھی۔ ان کے عظیم ترین طبیبوں میں سے ایک بوعلی سینا نامی طبیب (۹۸۰ء تا ۱۰۳۷ء) تھا جو بخارا میں پیدا ہوا۔ دنیائے ادب میں بھی عربوں نے دنیا کے فکری خزانہ میں گرانقدر اضافہ کیا ...... دنیا کی فکری اور علمی ترقی میں مسلمانوں کا ایک اضافہ کاغذ سازی کی صنعت ہے۔ اسے انہوں نے خود تو ایجاد نہیں کیا۔ (غالباً انہوں نے اس صنعت کو چینیوں سے سیکھا تھا۔) لیکن بلاشبہ اس صنعت کو یورپ میں رواج دینے والے مسلمان ہی تھے ...... اگر کاغذ وافر مقدار میں دستیاب نہ ہوتا تو طباعت سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا اور یورپ میں تعلیم کا وسیع نظام قائم ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔"
(صفحات ۲۸۴ تا ۲۸۶)

ہرچند کہ یہ اقتباس قدرے طویل ہے تاہم ہم نے اسے پیش کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے ورنہ پروفیسر ایچ۔ اے۔ ڈیویز نے زراعت، صنعت و حرفت، فن تعمیر اور تجارت وغیرہ میں مسلمانوں کے عظیم کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ محیر العقول کارنامے انجام دینا اسی لئے ممکن ہوا کہ قرآن مجید نے تحصیل علم کی عظمت و اہمیت کو اجاگر کرکے انہیں علم کے حصول کی بڑے زور دار الفاظ میں ترغیب دلائی تھی اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس طرف توجہ دلانے کے علاوہ تحصیل علم کا چرچا عام کرنے کی غرض سے نہایت ہی اہم عملی اقدامات فرما کر ان میں تحصیل علم کی ایک نہ ختم ہونے والی لگن پیدا کر دکھائی تھی۔ حق یہ ہے کہ قرآن عظیم نے علمی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دکھایا جس کے اپنے اور پرانے سب معترف ہیں۔
(منقول از الفضل ۳۰ را پریل ۱۹۸۰ء)

قرآنِ کریم اور روحانیت

ارشاد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

" یہ کتاب صرف ان لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی ہے جو ..... روحانی علوم سے مس رکھنے والے ہیں اور روحانیت کی تڑپ رکھنے والے ہیں ان کا میلانِ طبع ایسا ہے کہ وہ روحانی علوم کے حصول کی خواہش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس نیت سے رکھتے ہیں کہ وہ یہ علوم حاصل کرکے ان سے فائدہ اٹھائیں گے "
(الفضل ۳۱ اگست ۱۹۶۶ء)

قرآن کی خوشبو پھیلانے والے تراجم

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ لاہور

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ بارھویں صدی ہجری المقدس کے مجدد تھے۔ آپ نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں فارسی کا دور دورہ ہے اور عربی جاننے والوں کا قحط۔ تو آپ نے فارسی میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے تجدید دین کا فریضہ کما حقہٗ ادا کر دیا۔ ہندوستان کی علماء ترجمہ کرنے کے سخت خلاف تھے۔ اس پاداش میں آپ کو زدوکوب کیا۔ جس میں آپ کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

اب صوفیائے کرام نے اُردو کی آبیاری شروع کر دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے بیٹوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے بھانپ لیا کہ فارسی بھی ہندوستان میں چند دن کی مہمان ہے۔ لہٰذا شاہ رفیع الدین نے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ کر ڈالا۔ لفظ کے نیچے لفظ کی رعایت پیش نظر تھی۔ مولانا شاہ عبدالقادر نے اس ترجمہ کو بامحاورہ کر دیا۔ اس کے بعد شمع سے شمع روشن ہوتی رہی اور اُردو میں بہت سے تراجم ہوئے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات میں [illegible] صحیح کرنے والا تفسیری ترجمہ پیش کیا۔ پھر آپ کے خلفاء نے اُردو زبان کو آپ کے تراجم سے مالامال کر دیا ان تراجم کی خوبیوں میں ایک خصوصیت عصمت انبیاء ہے۔ پہلے تراجم میں بات مجمل تھی۔ جماعت احمدیہ کے پیش کردہ علم کلام نے بات کو بیّن اور واضح کر دیا۔

مولانا شاہ احمد رضا بریلوی نے ۱۹۱۱ء میں قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا۔ آپ نے جگہ جگہ اس نئے علم کلام سے تاثر لیا اور عصمتِ انبیاء کی خوشبو میں بسا ہوا ایک جیتا جاگتا اردو ترجمہ پیش کر دیا۔

ایک باقاعدہ سلسلہ مضامین

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جب "ریویو آف ریلیجنز" کا اجرا فرمایا اور اردو اور انگریزی میں یہ رسالہ شائع ہونا شروع ہوا تو اس کے پہلے ایڈیٹر جناب مولانا محمد علی ایم۔ اے مقرر ہوئے۔ اس رسالہ میں عصمت انبیاء کے موضوع پر ایک سلسلہ مضامین کا آغاز ہوا۔ ان مضامین میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے زندہ علم کلام کی روشنی میں آیاتِ قرآنیہ کا وہ ترجمہ پیش کیا گیا۔ جو پیغمبروں کے شایان شان تھا۔ یہ مضامین جو آپ کی نگرانی میں تیار ہوتے۔ اس قدر مقبول ہوئے کہ لاہور کی ایک انجمن نے انہیں یکجا صورت میں "عصمت انبیاء" نامی کتاب میں شایع کر دیا۔ اس کتاب پر کوئی نام درج نہیں۔ مگر اس نے نئے علم کلام کی مہک وسیع تر حلقوں تک پہنچا دی۔ مولانا شاہ احمد رضا بریلوی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ آپ کے ترجمہ قرآن میں جگہ جگہ اس کی چھاپ موجود ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین نے آیۃ مبارکہ "ووجدک ضالا فهدىٰ" (سورۃ الضحیٰ)

کا لفظی ترجمہ ان الفاظ کیا ہے
اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی

۱۸۹۳ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں آیاتِ قرآنیہ کا ایک زندہ اور لافانی مفہوم پیش کیا ہے۔ آپ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"۔۔۔ خدا تعالیٰ نے تجھے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی اور تجھ کو ضال (یعنی عاشق وجہ اللہ) پایا۔ پس اپنی طرف کھینچ لیا اور تجھے درویش پایا۔ پس غنی کر دیا۔"

اور اس ترجمہ کی وضاحت میں فرمایا:۔

"۔۔۔ قرآن کریم میں (لفظ ظلم اور ضلالت) عشاق کے حق میں بھی آئے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں عشق کی مستی میں اپنے نفس اور اس کے جذبات کو پیروں کے نیچے کچل دیتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵۹-۱۶۰)

مطابقت و ہم آہنگی

اس خوبصورت مفہوم کو مولانا شاہ احمد بریلوی نے اپنے ترجمہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" میں [illegible] دیا ہے۔ آیۃ قرآنی کا ترجمہ آپ نے یوں کیا۔

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔"

یہ ایک مثال ہے ورنہ ہمیں جگہ جگہ مطابقت اور ہم آہنگی ملتی ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے ایک رسالہ "محاسن کنزالایمان" ہے جو کہ مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ترجمہ قرآن کے علمی، ادبی، لغوی اور اعتقادی محاسن کو اُجاگر کرنے کے لئے حیطۂ تحریر میں لا گیا۔ اس میں بہت سی مثالیں اس ترجمہ کو فائق ثابت کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ حد یہ ہے کہ ذنب اور استغفار انبیاء کے باب میں جناب نیاز فتحپوری کا ایک نوٹ نقل کیا گیا ہے جو انہوں نے تفسیر کبیر مؤلف حضرت امام جماعت احمدیہ کے پیش نظر لکھا ہے

مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کا موقف اس باب میں بھی جماعت احمدیہ کے علم کلام سے بڑی حد تک ہم آہنگ ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ لوگ عصر حاضر کے سب سے بڑے عاشق قرآن کے علم کلام سے متاثر بھی ہیں اور پھر اسے "کافر و نامسلم" کہنے سے بھی نہیں چوکتے اس دھرتی پر یہ سب سے بڑا ظلم ہے جو روا رکھا گیا۔ لیکن مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ خود بڑے درد سے اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور ۱۱- نومبر ۱۹۷۹ء)

درخواستِ دعا بابت محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب

محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی (امیر جماعت احمدیہ [illegible]) کی طفولیت میں ان کے والد ماجد حضرت شیخ حسن صاحب رضی وفات پا گئے تھے۔ اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش میں انہوں نے پرورش پائی۔ جن کی دعائیں ان کے لئے ڈھارس تھیں۔ مرحومہ کی مرض علالت میں سیٹھ صاحب نے علاج کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن کل من علیہا فان کی تقدیر غالب آگئی۔ باہمی غیر معمولی محبت کی وجہ سے یہ شدید صدمہ آپ کے ایسے شدید دل کے دورہ کا باعث بنا کہ بظاہر جان بچنے کی امید نہ تھی۔ خصوصاً سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے آپ شفایاب ہوئے ہیں۔

ابھی آپ کو بہت ضعف ہے اور معالجین نے صرف ایک ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ کام کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور ان حالات میں آپ کے فرزند عزیز سبحان حسن سلمہٗ کو اپنی خورد سالی کے باوجود آپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے میں مصروف ہونا پڑا ہے۔ آپ کی جماعتی ذمہ داریاں ہیں۔ امارت یادگیر کے علاوہ منارۃ المسیح کے سنگ مرمر سے مڑھنے کے کام کی اہم سپرد داری آپ کی ہے۔ اور آپ کی زیر ہدایت آپ کے عزیزہ مکرم بشیر الدین احمد صاحب مرکز میں نگرانی کر رہے ہیں۔ مکرم سیٹھ صاحب پھر ایک دفعہ آکر موقعہ پر اس کام کو دیکھنے کا عزم رکھتے ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت عاجلہ عطا کرے اور یہ تمام کام بخیر و خوبی سرانجام پائیں اور آپ کے فرزند کو اپنے مخلص بزرگان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور مکرم بشیر الدین احمد صاحب کو مفوضہ کام کی تکمیل کی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

محترم موصوف اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ نے تعزیت کرنے والے اور عیادت کے لئے خطوط تحریر کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کیا ہے۔ وہ اپنی علالت کی وجہ سے فرداً فرداً جواب نہیں دے سکے۔

(قائمقام امیر مقامی قادیان)

درخواست دعا محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر دلدار علی صاحب میکرٹری مال اودے پور (راجستھان) کچھ عرصہ سے شدید بیمار ہیں۔ احباب جماعت ان کی کامل شفایابی کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ ناظر بیت المال (آمد) قادیان

فضائل القرآن!!

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ۔ قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

از مکرم قدرت اللہ صاحب حافظ (لنڈن)

فضیلت قرآن کا مسئلہ اسلام کے اہم ترین بنیادی مسائل میں سے ایک ہے اگر دوسری مذہبی کتب و صحائف پر قرآن کریم کی فضیلت ثابت نہ ہو تو دوسرے مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت ہونا تو ایک طرف خود اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی ابتداء ہی میں ذالک الکتٰب لا ریب فیہ کہہ کر اپنے اس کلام کی برتری اور امتیاز کو بیان فرمائی کہ "یہ کتاب علام الغیوب خدا کی طرف سے ہے۔ اس کے کلام اللہ اور منجانب اللہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔"

پھر اس دعویٰ کی تائید مزید کے طور پر سورۃ بقرہ ہی کے تیسرے رکوع میں اس کتاب کی عظمت اور اس کی خصوصی شان کے بارہ میں دنیا کو یوں چیلنج کیا کہ "اگر تمہیں قرآن کریم کی اس فضیلت کے بارے میں کوئی شک ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورۃ تو بنا کر لاؤ۔"

اور پھر اس چیلنج کے بعد یوں تحدی کی کہ تم (ساری دنیا کے علماء و فضلاء مل کر بھی) اس کی نظیر نہیں لا سکتے۔ قرآن کریم کا یہ چیلنج چودہ سو سال کے لمبے عرصہ سے ساری دنیا کو للکار رہا ہے ۔ یہ چیلنج آج بھی جوں کا توں قائم ہے اگر کسی کا اس چیلنج کو قبول کر کے میدان مبارزت میں نہ اترنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کلام پاک خالصۃً خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور یقیناً اس کی تدوین و تخلیق کسی انسان کے بس کا روگ نہیں۔

جب قرآن نازل ہوا

یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ عرب قوم کو اپنی زبان پر بڑا فخر و ناز تھا۔ اسی باعث عرب لوگ غیر عربوں کو عجمی کہہ کر پکارتے تھے ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک زبان کا تعلق ہے عربوں کے مقابل پر غیر عربوں کی حیثیت گنگوں کی سی ہے۔ لیکن جب قرآن نازل ہوا تو اسے سن کر ان عربوں کی بھی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔جن کی مادری زبان عربی تھی اور جس پر انہیں بے حد ناز تھا۔

قرآن کریم کی عربی زبان کے سامنے ان کی عربی زبان اور کلام دونوں بے حیثیت ہو گئے۔ جس عرب نے کلام الٰہی سنا وہ ٹھٹک کر رہ گیا۔ اور اس کی رعنائی شیریں کلامی اور فصاحت و بلاغت سے ایسا متاثر ہوا کہ اس کی فضیلت و برتری کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ سارے عرب نے کلام الٰہی کے اس سحر کو حرز جان بنا لیا۔ سارا عرب اسلام کی لپیٹ میں آگیا۔ اسی باعث تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے معجزانہ کلام کو فرقان کے نام سے موسوم کیا ہے ۔یعنی "وہ کلام جس نے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر کے رکھ دیا۔"

قرآن کریم کی معجز بیانی کے بارے میں کچھ مختصر سا ذکر سورۃ "جنّ" کی ابتدائی آیات میں بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب جنوں کے ایک گروہ نے یا عربوں کے خواص کے گروہوں نے قرآن کریم کی آیات کو سنا تو وہ اس کی عظمت کو دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم سے جب اکر بے ساختہ ذکر کیا کہ اِنَّا سمعنا قراٰناً عجبا کہ ہم نے قرآن کریم کا معجزانہ کلام سنا ہے اور ہم اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ یہ کلام یقیناً انسانی طاقت سے بالا ہے، اور اپنے اندر عجیب اثر و تاثیر رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم اسی پر ایمان لے آئے ہیں۔"

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ کسے معلوم نہیں۔ وہ بھی تو عربوں کے گروہ خاص میں تھے۔ وہ اس معجزانہ کلام کو سن کر اس کی چند آیات ہی سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ سنتے ہی رام ہو گئے۔ سارا غصہ فرو ہو گیا، اور ان کے لئے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ یہی کیفیت اس زمانہ میں اسلام پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایمان لانے والوں کی تھی۔

یہ قولِ بشر نہیں ہے

تاریخ بتاتی ہے کہ عرب کے ادیب اور شعراء زمانہ قدیم میں اپنے کلام کی نمائش خانہ کعبہ کی دیوار پر آویزاں کر کے کیا کرتے تھے۔ جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو کسی نے یہ سورۃ لکھ کر بھی وہاں آویزاں کر دی اور پڑھنے والے اسے پڑھتے ہی جھوم کر رہ گئے۔ یہ لوگ ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ مگر اس مختصر سی سورۃ کے اعجاز کو دیکھ کر اس حد تک متاثر ہوئے کہ اس کے نیچے یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ ما ھٰذا قول البشر...... یہ کلام ہرگز کسی انسان کا قول نہیں ہے۔ یہ یقیناً انسانی طاقت سے بالا تر کلام ہے

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے باطنی کلام میں جو گہرائی اور گیرائی ہے وہ تو ہے ہی، مگر اس کا ظاہری حسن بھی اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ قرآن کریم خود بھی اپنے پُر تاثیر ہونے کا دعوے دار ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے اندر انسانی قلوب کو گہرے طور پر متاثر رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور دُنیا کے تمام کلاموں سے اور تمام کتب سے افضل ترین ہے۔ جیسا کہ سُورۃ "زمر" میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ (ترجمہ) "اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے جس نے قرآن کریم جیسا بہترین کلام نازل کیا۔ اس کے بعض مضامین پہلی کتب کے مشابہ ضرور ہیں مگر اپنی شان و شکوہ میں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ یہ کلام طبائع پر اس قدر گہرے رنگ میں اثر انداز ہوتا ہے کہ اس سے خدا کا خوف رکھنے والوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے دل گداز ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔"

دو اہم فضائل

اس کیفیت و حقیقت کے پیش نظر قرآن کریم کی اوّلین فضیلت یہ ہے کہ یہ لفظ بلفظ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس کی نظیر یہاں کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ نہ انجیل میں نہ تورات میں نہ وید اور ژند میں اور نہ کسی اور جگہ۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان تمام کتب میں کسی کتاب کا اپنے کلام کے بارے میں ایسا مؤثر اور حتمی دعویٰ بھی نہیں کہ وہ براہ راست خدا کا کلام ہونے کا مدعی ہو

دوسری فضیلت (جو ایسے کلام میں ہونی از بس ضروری ہوتی ہے) یہ ہے کہ ایسا کلام ہر قسم کے تغیر و تبدل، افراط و تفریط، حشو و زوائد اور ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہو۔ یہ مضمون بجائے خود بہت وسیع اور دلچسپ ہے۔جس کے لئے شاید آج کی صحبت کافی نہ ہو، مگر اس حقیقت سے انکار کی گنجائش نہیں کہ دوسرے مذاہب کی کتب کا جہاں تغیر و تبدل، قطع و برید اور تحریف سے حلیہ بدل چکا ہے وہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن کریم کا دامن ایسی ہر قسم کی تبدیلی اور تحریف سے بالکل پاک ہے۔ اس کے زیر زبر تک میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ثابتہ ہے جس کا اقرار و اعتراف اس کے بڑے سے بڑے مخالفین تک کو ہے۔

جہاں تک قرآن کریم کی حفاظت کا تعلق ہے۔ اس کا ذمہ رب جلیل و قدیر نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ فرمایا:۔ انا نحن نزلنا الذکر و انّا لہٗ لحٰفظون کہ یہ کلام ہماری طرف سے ہے اور اس کی حفاظت کے بھی ہم ذمہ وار ہیں

اس دعویٰ کی صداقت پر بھی چودہ سو سال کا طویل عرصہ بجائے خود ایک دلیل ناطق کی حیثیت رکھتا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ اگر ابدی ہدایت و راہنمائی کا دعویدار کلام بھی محفوظ تصور نہ ہوتا تو اس کی راہنمائی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

دیگر اوصاف و محاسن

یہ دو فضیلتیں تو ایسی تھیں جن کی حیثیت بنیادی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کلام میں بے شمار ایسی خوبیاں اور اوصاف نظر آتے ہیں جن کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ مثلاً ایک تو یہی کہ قرآن جس بات کا دعویٰ کرتا ہے اُسے صرف دعوے تک ہی محدود نہیں رکھتا بلکہ اپنے ہر دعوے کی تائید میں دلیل اور ثبوت بھی دیتا ہے۔ اور اس کی تائید ایسی حکمت اور فلاسفی سے کرتا ہے جو ذہن و ضمیر دونوں کو اپیل کرے تاکہ اسے تسلیم کرنے میں کسی قسم کا انقباض آڑے نہ آئے۔

اس ضمن میں "ہستی باری تعالیٰ" اور "حیات بعد الموت" ایسے مضامین تو نہایت اہم اور بنیادی ہیں۔ جن کے ثبوت میں سارا قرآن بھرا پڑا ہے۔ مگر بعض دوسری قرآنی تعلیمات بھی ہیں جن کی طرف قرآن کریم نے محض توجہ دلانے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان تعلیمات کے ساتھ ان کی حکمت اور فلسفہ کو بھی خاص طور پر بیان کیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے ایک تعلیم ہمیں یہ دی کہ ہم خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں ہمہ وقت کوشاں ہوں اور صرف اسی کی عبادت اور پرستش ہماری توجہ کا مرکز ہو۔ اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ "وہ

ہمارا رب ہے۔ ہمارا خالق ہے۔ ہماری نعمتیں اور ہماری ساری ضرورتیں اُسی نے مہیا کی ہیں۔ اسی لئے وہی ذات ہمہ حمد و ثنا کی سزاوار ہے۔"

تحکم سے کام نہیں لیا

جیسے فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین — نیز فرمایا یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم ..... پس ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہیئے اور صرف اسی کی توصیف و تحمید کرنی چاہیئے جو اس کا حقدار ہے۔

اسی طرح ہمیں نماز کا حکم دیا اور فرمایا کہ "نماز بری عادتوں سے بچنے کے لئے ہمارے لئے ایک ڈھال کے طور پر ہے"۔ روزوں کا حکم دیا تو فرمایا کہ "اس کے نتیجہ میں انسان تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکتا ہے۔"

زکوٰۃ کے چندوں وغیرہ کی ترغیب دی تو فرمایا کہ "اس کے نتیجہ میں انسان کے نفس کا تزکیہ اور اس کی تطہیر عمل میں آتی ہے۔"

شراب سے منع فرمایا تو ارشاد ہوا کہ "یہ بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔"

پس یہ چیز بھی قرآن کریم کے کلام کی فضیلت اور خوبی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں تحکم سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صرف ہمدردی اور پیار و محبت ہی سے ان احکام کی فلاسفی اور حکمت کو بیان کیا ہے اور ہر حال میں انسان کے ضمیر کو اپیل کی ہے۔

ہر لحاظ سے مکمل

فضیلت والے کلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہر لحاظ اور ہر جہت سے مکمل ہو۔ تکمیل کا یہ مضمون اپنے اندر مختلف پہلو لئے ہوئے ہے اور اپنی ذات میں بڑا وسیع مضمون ہے۔ قرآن کریم کا اپنی اس خصوصیت کے بارے میں دعویٰ بھی ایک امتیازی شان رکھتا ہے جس کی نظیر دوسری کتب میں نہیں ملتی۔ فرمایا "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے دین کو اسلام کی صورت میں ہر جہت سے مکمل کر دیا ہے۔

ایسی نظیر اور اتمام نعمت کا ایسا دعویٰ یقیناً ہمیں کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ اگر کوئی شخص اپنے طور پر اس نوع کا دعویٰ بغیر ثبوت کے اپنی کتاب کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کی مثال مدعی سست گواہ چست کی ہوگی۔

سچی اور پیاری باتیں

قرآن کریم کے بارے میں اس کے ایک سچے عاشق، عارف ربانی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا ہی سچی اور پیاری باتیں کی ہیں:-

"قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند تر ہے وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔"

"قرآن کریم ایسا لعل تاباں اور مہر درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزارہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں..... یہ ایک عظیم الشان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا ہے اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں۔"

"الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی ام الکتب ہے۔"

"قرآن کریم کے حقائق تو بحر زخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔ اور یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔"

"قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔"

"وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے وہ لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔"

اور پھر قرآن کے حسن و جمال کو یوں بیان کرتے ہوئے کہ ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اپنے دل کی لگی کو اپنے رب کے حضور یوں پیش کرتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۷۹ء)

ہفتہ قرآن مجید

اس سال "ہفتہ قرآن مجید" منانے کا پروگرام ۴ وفا (جولائی) تا ۱۰ وفا (جولائی ۱۹۸۰ء) تاریخوں میں تجویز کیا گیا ہے۔ تمام جماعتیں ان تاریخوں میں "ہفتہ قرآن" منانے کا اہتمام کریں، اور مختلف عنوانات کے تحت تقاریر کر کے قرآن مجید کی عظمت اور شان، قرآن مجید کے فضائل، قرآن مجید کامل اور جامع شریعت ہے، قرآن مجید ضابطۂ حیات ہے، قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ الخیر کلہ فی القرآن، قرآن مجید کی تعلیمات، اخروی زندگی از روئے قرآن، تعلیم القرآن اور ہماری ذمہ داریاں، قرآن مجید کی روحانی تاثیرات، تفہیم قرآن کے اصول، قرآن کریم سرچشمۂ علوم ہے، قرآن کریم کا بیان فرمودہ معیار نجات، قرآن مجید کا پیش کردہ پُر امن اور پاکیزہ معاشرہ، قرآن کریم کی پُر حکمت تعلیمات کا خلاصہ وغیرہ موضوعات پر روشنی ڈالی جائے۔

جماعت احمدیہ خدمت قرآن کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اس لئے تمام عہدیداران، مبلغین و معلمین و احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ "ہفتہ قرآن" پوری شان و اہتمام سے منائیں اور ہر فرد جماعت کو قرآن مجید کی پاک تعلیمات کو دستور العمل بنانے اور زندگی اللہ تعالیٰ کی منشاء قرآن مجید کے فرمودات کے مطابق بسر کرنے کی تلقین کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شاندار طریق پر ہفتہ قرآن منانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اعلانات نکاح

شاہجہانپور ۸ احسان (جون ۱۹۸۰ء) مکرم عبد الواحد صاحب کی حقیقی بہن عزیزہ نور جہاں صاحبہ بنت مکرم عبد الباسط صاحب مرحوم شاہجہانپور کا نکاح آٹھ بجے شب مکرم عبد الباری صاحب ولد مکرم عبد الرشید صاحب مرحوم اٹارسی کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار چار صد روپیہ حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ خطبہ حقوق و فرائض زوجین پر مشتمل تھا۔ ساتھ ہی رخصتانہ بھی عمل میں آیا۔ عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ اس موقعہ پر مکرم عبد الواحد صاحب احمدی نے پندرہ روپیہ اور مکرم عبد الباری صاحب نے ستائیس روپیہ مختلف مدات میں ادا فرمائے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:۔ عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مورخہ ۲۰ تبلیغ (فروری ۱۹۸۰ء) کو مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے عزیزم شیخ مبارک احمد ابن مکرم شیخ غلام مسیح صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک کا نکاح عزیزہ رضیہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم قمر الدین خان صاحب بھدرک کے ساتھ مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ مکرم شیخ غلام مسیح صاحب نے اس خوشی میں مختلف مدات میں بطور شکرانہ مبلغ [illegible] روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب خیر و برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار:۔ غلام مہدی ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ
سورو (اڑیسہ)

قرآن کریم سیکھنے کی اہمیت

از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب اسلام آباد

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم روحانی فرزند الامام المہدی حضرت امام الزمان مسیح دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید کا علم بطور ہتھیار دے کر اس آخری زمانہ میں مبعوث فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ تمام دنیا کے دل جیت کر خاتم الانبیاء امام الاصفیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے قدموں میں رکھ دیئے جائیں اور اسلام کو کامل اور عالمگیر غلبہ حاصل ہو۔

تخمیناً ۱۸۷۵ء میں ایک روشن کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب دی اور فرمایا:-

"یہ قرآن کی تفسیر ہے جس کو میں نے تالیف کیا ہے۔ اور مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو دوں۔"

اس وقت حضرت علیؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، جناب فاطمۃ الزہراؓ اور جناب حسنین رضوان اللہ علیہما بھی تھے۔ دراصل آپ کو علوم قرآنی عطا ہونے کے بارہ میں یہ ایک زبردست بشارت دی گئی۔

تاریخ [illegible] میں، آپ کو الہام ہوا

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ در حاشیہ [illegible])

"یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرا دے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔"

فرمایا:

"اس الہام کی رو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں اور میرا نام اول المومنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے۔"

(ضرورۃ الامام ص ۳۲)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی بنیاد قرآن مجید پر رکھی گئی اس لئے آپ نے ہر موقعہ پر قرآن مجید کو ہی پیش فرمایا۔ مخالفین کو مخاطب کرکے فرمایا

"میں قرآن شریف کے معجزے کے ظل کے طور پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(ضرورۃ الامام ص ۲۵ و ۲۶)

آپ نے اپنی زندگی میں ۸۵ کتب تصنیف فرمائیں جو قرآنی حقائق و معارف کا بہترین روحانی خزانہ ہیں اور جس میں قیامت تک کے لئے تمام علوم اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔"

فرمایا:-

"بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔" (کشتی نوح ص ۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کو قرآن مجید کے سیکھنے اور سکھانے کا ایک جنون تھا۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب بھیروی کی ساری عمر قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے میں گذری۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیشتر صحابہؓ جنہوں نے اشاعت اسلام کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے آپ کے ہی شاگردوں میں سے تھے۔ آپ نے اپنی آخری تاریخی وصیت میں بھی لکھوایا کہ میری وفات کے بعد قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔

اسی طرح المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے اپنا بچپن اور جوانی قرآنی علوم سیکھنے میں گذاری اور پھر ساری عمر قرآنی علوم سکھانے میں صرف کر دی۔ ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء کے ایک خطبہ میں فرمایا:

"مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹا لی ہے اور دوسری طرف چلے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی اب جماعت احمدیہ کو اس طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔"

۲۹ جولائی [illegible] کی ایک تقریر میں فرمایا

اگر کوئی شخص قرآن کریم کا ترجمہ نہیں پڑھتا تو میں تو یہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کیسے قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم ایک خط ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو لکھا ہے ..... میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ سے یہ مثال سنی ہے کہ جتنا کوئی ان پڑھ ہوتا ہے وہ خط پڑھوانے کی زیادہ کوشش کرتا ہے۔ پس تم میں سے جتنے بھی ان پڑھ ہیں انہیں دوسروں سے زیادہ ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

خلافت ثالثہ کو قرآن مجید سے ایک خاص نسبت ہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اشاعت قرآن کا کام خاص طور سے ہوا۔ اور ہمارے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے اور اس کی عالمگیر اشاعت کی طرف خاص طور پر توجہ دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی خلافت کے آغاز میں ہی الہام الٰہی کی بنا پر سب سے پہلی تحریک وقف عارضی قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے لئے جاری فرمائی۔ تربیتی کلاسیں اور تعلیم القرآن کلاسیں بھی اسی کی کڑیاں ہیں۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی اسکیم کے عظیم الشان منصوبے کی بنیاد بھی قرآن کریم ہی ہے۔ قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کی اہمیت پر آپ نے ۱۹۷۹ء کے مرکزی اجتماعات پر خاص زور دیا چنانچہ انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر آپ نے غلبۂ اسلام کی صدی کے استقبال کے لئے جس خاص پروگرام کا اعلان فرمایا۔ اس میں فرمایا:

"اس پروگرام کا پہلا حصہ علوم روحانی کا سیکھنا ہے۔ اس کے لئے ہر احمدی بچہ خواہ وہ شہر میں رہنے والا ہو یا دیہات میں۔ خواہ وہ بڑی جماعتوں کا طفل ہو خواہ وہ ایسے خاندان سے تعلق رکھنے والا ہو جہاں پر ایک ہی خاندان احمدی ہو اسے جتنی جلدی ممکن ہو سکے قاعدہ یسرنا القرآن پڑھا دیا جائے"

دوسری شق بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"عمر کے لحاظ سے ہر طفل ہر خادم ہر نیا احمدی اور ہر پرانا غافل احمدی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف متوجہ ہو۔"

تیسری شق بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"جو افراد قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں وہ قرآن کریم کے معانی کی تفسیر پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔"

(بحوالہ الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ہمیں بار بار بتا چکے ہیں کہ اگلی صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے جس میں یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ پیش ہوگا۔ قومیں کی قومیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوں گی۔ پھر تمام پرانے احمدیوں کو ان کا معلم بنا دیا جائے گا۔ ہم نے ہی انہیں قرآن کریم پڑھانا ہوگا۔ اس کے معانی اور تفسیر سمجھانی ہوگی۔ اگر ہم غفلت کریں گے تو خدا تعالیٰ کسی اور قوم کو آگے لے آئے گا اور یہ خدمت ان سے لے لے گا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم امام وقت کی آواز پر لبیک کہیں اور قرآنی علوم سے اپنے سینے منور کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(منقول از الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۷۹ء)

درخواستِ دعا

میرے بہنوئی مکرم زبیر احمد صاحب اور ان کے دو بھائی مکرم بشیر احمد صاحب و مکرم خلیل احمد صاحب تدفیق کی منارۃ المسیح میں مبلغ ۵/- روپیہ ہدیہ پیش کرتے ہوئے جملہ بزرگان جماعت و درویشان قادیان سے اپنی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ مختار احمد چوہدری (قادیان)

قرآنِ مجید ــــ سرچشمۂ علوم

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے ٭ جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم شاہجہانپور

اللہ تعالیٰ نے عقل کے تین رفیق مقرر فرمائے ہیں اوّل محسوسات و مشہودات اور تجرباتِ عالم دوم تواریخ سوم وحی اور الہام جس کلام میں یہ تینوں رفقائے عقل اعلیٰ درجہ کے پائے جائیں گے وہ یقیناً سرچشمۂ علوم ہوگا۔ قرآن کریم میں یہ رفقاء عقل اعلیٰ درجہ کے بھی ہیں اور بے نظیر بھی ہے

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا!

قرآن

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی کہ "اِقْرَاْ" یعنی "پڑھ" اور اس پوری کتاب کا نام ہی "قرآن" خدا تعالیٰ نے رکھا یعنی بہت کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب آج ہمارا اور تمام دنیا کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کرۂ ارض پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کوئی کتاب ہے تو وہ صرف اور صرف قرآن کریم ہے اس کے مقابل پر تو بائیبل کے ترجمے ہی دکھائی دیتے ہیں اصل زبان دیکھنا تک محال ہے وید کے پڑھنے والے ہر زمانہ میں انگلیوں میں شمار ہو سکتے ہیں ان کی زبانیں بھی کہیں بولی نہیں جاتیں جرمن مستشرق پروفیسر نولڈیک لکھتے ہیں:۔

"قرآن مجید عام عبادتوں میں مدارس میں اور دوسرے طریقوں سے اس کثرت سے پڑھا جاتا ہے کہ عیسائی ممالک میں بائیبل کے پڑھے جانے کو اس سے کچھ نسبت نہیں یہ بیان حرف بحرف درست ہے کہ قرآن مجید دنیا بھر کی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔"

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا والیم ۱۶ صفحہ ۵۹۹)

الفاظِ قرآن

حدیث نبوی میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں پر جب انتہائی تنزل کا دور آئے گا اس وقت بھی قرآن کے الفاظ محفوظ رہیں گے (لا یبقی من القرآن الا رسمہ) آج غیر احمدی علماء اور اداروں کی یہی حالت ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن کریم بالکل اُٹھ چکا ہے فرضی طور پر ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دل سے اُسے معمولی اور بہت معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں۔"

(اہلحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء)

ان علماء کا اعتراف و اقرار اور ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے لیکن جہاں تک قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے اور حفظ کرنے کا تعلق ہے تمام مسلمان بڑی شد و مد کے ساتھ اس پیشگوئی کو آج بھی پورا کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کثرت سے اور دائمی پڑھی جانے والی کتاب ہے

رجلِ فارس

بروایت ابن ماجہ حدیث نبوی ہے کہ اگر ایمان اور قرآن ثریا ستارہ تک پہنچ جائے گا تو اسے رجل فارس پھر سے قائم کرے گا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پھر قرآن کریم معنوی اعتبار سے بھی اس علمی دنیا میں قائم ہو رہا ہے اور زمین کے کناروں تک قرآن مجید کی برتری کا ڈنکا بج رہا ہے۔ حضور کی رُوح پرور تحریرات جو درحقیقت قرآن کریم کی نہایت اعلیٰ تفسیر ہیں ان کے سامنے دنیا کی تمام حکمتیں اور فلسفے ماند پڑ گئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم کے نور سے منور ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا پڑھنا ضروری [illegible] ساری ہی کتب اور آپ کی [illegible] قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔"

(بدر ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء)

پس دورِ حاضر اور قیامت تک کے تمام مسائل حل کرنے کے لئے یہی رُوحانی خزائن ممد و معاون ہیں اور یہ امر قرآن کریم کے سرچشمۂ علوم ہونے کا محسوس و مشہود اور ناقابلِ تردید ثبوت ہے

اللہ ہی اللہ

تمام مذاہب میں سے اگر خدا کا تصور اور وجود نکال دیا جائے تو کسی بھی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور علوم عالم بلکہ دنیا کا ہی خاتمہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب تصرف ہے کہ جس کثرت سے اللہ تعالیٰ کا نام قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے اس کی نظیر کسی دوسری کتاب میں موجود نہیں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کوئی صفحہ اس کا ذکر اللہ سے خالی نہیں دوسری کتاب میں ہرگز یہ خوبی نہیں یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے باوجودیکہ یہ بات ہے کہ قرآن مجید ایک قانون دیوانی و فوجداری ہے پھر بھی اس میں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جس میں دو چار دفعہ خدا کا نام نہیں ہے اوّل سے آخر تک اَلَّذِیْ اللّٰہ بھرا ہوا ہے۔ اور ہر ایک کلمہ کا مرجع خدا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس "الذی اللہ" کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے فیض و برکت سے "موعود اقوام عالم" کو کثرتِ مکالمہ مخاطبہ سے نوازا اور اس کے ذریعہ سے عظیم الشان معجزات، نشانات اور [illegible] زمین کے کناروں [illegible] ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوتی رہیں [illegible] جو بطور تجدید دورِ حاضر کے علوم [illegible] و سیاست اور مذاہب و تمدن کا پوری طرح احاطہ کئے ہوئے ہیں گویا قرآن کریم کے فیض و برکت کا یہ ایک بحرِ مواج ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کی صورت میں ظاہر ہوا اور جس نے انقلاباتِ زمانہ کا احاطہ کر کے علوم کے چشمے بہا دئے ہیں ؎

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

سورۃ فاتحہ

قرآن کریم کے سرچشمۂ علوم ہونے کا یہ بھی ایک مشاہداتی اور تجرباتی ثبوت ہے کہ اس کی سورۃ فاتحہ جو بہت ہی مختصر ہے اس کے علوم کا مقابلہ دنیا کی تمام مذہبی کتب مل کر بھی نہیں کر سکیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام انعامی چیلنج کے ساتھ فرماتے ہیں:۔

"واقعی اور حقیقی یہی بات ہے کہ توریت اور انجیل کو علوم حکمیہ میں سورہ فاتحہ کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہم کیا کریں اور کیونکر فیصلہ ہو پادری صاحبان ہماری کوئی بات بھی نہیں مانتے بھلا اگر وہ اپنی توریت اور انجیل کو معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے ہیں تو ہم بلعید الانعام پانسو روپیہ نقد ان کو دینے کے لئے تیار ہیں اگر وہ اپنی کل ضخیم کتابوں میں سے جو بیتر کے قریب ہوں گی وہ حقائق و معارف شریعت اور مراتب تکمیل نفس اور حکمت و جواہر معرفت الٰہی جو کلام الوہیت دکھلا سکیں جو سورۃ فاتحہ میں سے ہم پیش کریں گے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

حضور کے جانشین کی حیثیت سے ۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کے دورہ کے موقعہ پر اس انعام کو پچاس ہزار روپے تک بڑھا دیا ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

البتہ اس انعامی چیلنج کے ربع صدی بعد پادری ایس ایم پال نے اعتراف کرتے ہوئے شائع کر دیا کہ:۔

"سورۃ فاتحہ اپنے حقیقی مفہوم کے اعتبار سے نہایت شاندار سورت ہے اس کے ہر جملہ سے خدا کی خدائی اس کی عظمت اور برتری اس کے رحم اور فضل کی عالم گستری اس کے بندوں کی طرف سے عجز و نیاز مندی اطاعت و فرمانبرداری اور حقیقی دعا و التجا ظاہر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ویری صاحب نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن میں کیا ہی خوب لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ کی اس کے حقیقی مقصد کے لحاظ سے کوئی مسیحی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا یہ اوّل سے آخر تک ایک مخلصانہ دعا ہے جس کو مسیحانہ طور پر ادا کیا گیا ہے ہر ایک شخص اس کے جواب میں آمین کہہ سکتا ہے میں کہتا ہوں صرف آمین نہیں بلکہ اس کا ورد کر سکتا ہے۔"

(رسالہ سلطان التفاسیر صفحہ ۲۱)

دعویٰ اور دلیل

چھوٹے بچے کو بعض اوقات سمجھانے کے لئے زجر و توبیخ اور کچھ سختی سے بھی بات سمجھائی جا سکتی ہے لیکن جب بچہ بلوغت کو پہنچ جائے تو دلائل و براہین سے ہی بات سمجھانا مناسب ہوتا ہے آج انسانی عقل بلوغت کی انتہا کو پہنچ چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ عجیب تفسیر دنیا کے سامنے پیش کی کہ یہ ایک منفرد اور واحد الہامی کتاب ہے جو دعویٰ اور دلیل اپنے اندر سے پیش کرتی ہے

آپ نے اس ایک ہی حربہ سے تمام الہامی کتب پر قرآن کریم کی برتری ثابت کردی۔ حضور نے اس صداقت کو سب سے پہلے عیسائی پادریوں کے ساتھ ایک مشہور عالم اور معرکۃ الآراء مناظرہ "جنگ مقدس" میں اس طرح پیش کیا ہے۔

"لازم اور ضروری ہوگا کہ فریقین جو دعویٰ کریں وہ دعویٰ اس الہامی کتاب سے کیا جائے جو الہامی قرار دی گئی ہے اور جو دلیل پیش کریں وہ اس الہامی کتاب کے حوالہ سے ہو کیونکہ یہ بات بالکل سچی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اس کی وکالت اپنے تمام ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بالکل خاموش اور ساکت ہو۔" (جنگِ مقدس)

علومِ سائنس اور قرآن مجید

آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی کا دور ہے اور بعض سائنس دان اسے دیکھ کر دہریہ بن گئے ہیں جبکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے اعتدال پسند مستشرقین اب بھی بیان کرتے رہتے ہیں کہ اس کی بنیاد مسلمانوں نے قرآن کریم کی آیات پر رکھی تھی بعدہٗ جب مسلمانوں کے ہاتھ سے اقتدار جاتا رہا تو اہلِ یورپ نے اس بنیاد پر ترقی کی اور دورِ حاضر میں سائنس نے جو بسرعت ترقی کی ہے اس کی حقیقی وجہ خدا تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو قرآن کریم کی پیروی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا ہے اس کی وجہ سے عقلیں تیز ہوگئی ہیں جیسے آسمانی پانی برستا ہے تو زمینی پانی بھی اوپر کو اٹھتا ہے ؎

عقل خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

اب پھر براہ راست قرآن مجید کی راہنمائی میں ڈاکٹر عبد السلام صاحب نظریاتی طبیعات کی ایک ایسی کنفیڈوری میں کامیاب ہوئے ہیں جس میں آئن سٹائن کامیاب نہیں ہوئے تھے اور اسی بناء پر دنیا کا سب سے بڑا انعام نوبل پرائز موصوف کو ملا ہے۔

بہرحال نئی نئی سواریاں ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز ریڈیو۔ ٹیلیفون۔ تار۔ بڑی بڑی فیکٹریاں ایٹم بم اور چاند اور مریخ پر پہنچنے والے راکٹ۔ چھاپہ خانے وغیرہ ان ایجادات نے تمام انسانوں کو اس قدر ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے کہ گویا تمام دنیا ایک ہی شہر میں آباد ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام ایجادات کے متعلق قرآن کریم میں پہلے سے عظیم الشان پیشگوئیاں موجود ہیں۔

قرآن کریم میں تاریخی واقعات

قوموں کے ارتقاء اور تنزل کا تاریخی واقعات کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے مگر تاریخ نام پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلابات زمانہ کے ساتھ ساتھ تاریخ میں بھی بہت کچھ تحریف و تبدّل ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابل پر قرآن مجید کو مندرجہ ذیل عظمتیں حاصل ہیں:۔

اوّل:۔ بوجہ کلام اللہ قرآن کریم میں درج واقعات سب سچے ہیں۔

دوم:۔ قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے لہذا یہ واقعات تحریف و تبدّل سے بھی پاک ہیں۔

سوم:۔ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے ضمن میں بالتفصیل اور بالاختصار بتایا گیا ہے کہ الٰہی جماعتیں ہمیشہ کامیاب ہوا کرتی ہیں کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ لہذا ہر قاری قرآن مجید کا بغور مطالعہ کر کے الٰہی جماعت کی علامات معلوم کر سکتا ہے اور اپنے لئے حقیقی کامیابی کا راستہ معیّن کر سکتا ہے۔

چہارم:۔ الٰہی جماعتوں کے مخالفین کے طور و طریق اور رویّہ کی بھی تاریخی اور حتمی مثالیں اس میں موجود ہیں جن کے ذریعہ سے ایک انسان اپنے زمانہ کی تفرقہ پرداز جماعتوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے غضبِ الٰہی سے بچ سکتا ہے۔

پنجم:۔ غیر مذاہب کے بزرگان اور انبیاء علیہم السلام کا احترام اس مقدس کتاب میں سکھایا گیا ہے جن انبیاء علیہم السلام کے نام اس میں درج نہیں ان کے متعلق وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ فرما کر ان کا احترام قائم کیا گیا ہے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں کی صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا اور تمام دنیا میں یہ فخر خاص قرآن مجید کو حاصل ہے جس نے دنیا کی نسبت ہمیں یہ تعلیم دی کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔" (پیغام صلح صفحہ ۳۱)

ششم:۔ قرآن کریم کلام اللہ اور محفوظ کلام ہونے کی حیثیت سے دوسری الہامی کتب کے تاریخی واقعات کی اصلاح بھی کرتی ہے بلکہ افراط و تفریط کی راہ سے ان کی محرّف و مبدّل کتابیں جو خود اپنے ہی نبیوں پر الزام لگاتی ہیں ان کا ازالہ فرما کر دیگر مذاہب پر احسان عظیم بھی کرتی ہیں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر قرآن شریف نہ ہوتا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے ہوتے تو مسیح کی خدائی اور نبوت تو ایک طرف شاید کوئی دانشمند ان کو عالی خیال اور وسیع الاخلاق آدمی ماننے میں بھی تامل کرتا یہ قرآن کریم اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان تام ہے تمام نبیوں پر اور خصوصاً مسیح پر کہ اس نے ان کی نبوت کا ثبوت خود دیا۔"

(الحکم ۱۰ راپریل ۱۹۰۲ء)

ہفتم:۔ قرآن کریم کے واقعات صرف واقعات نہیں ہیں بلکہ آئندہ زمانہ کے لئے پیشگوئیاں ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم صرف قصّہ گو کی طرح نہیں بلکہ اس کے ہر ایک قصّہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۰۲)

بہرحال قرآن مجید میں درج تاریخی واقعات کو وہ عظمت حاصل ہے کہ دوسری کتب کو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں ہے ؎

وكلّ النّور في القرآن لكن
يميل الهالكون الى الدّخان

اور تمام اور ہر قسم کے نور قرآن کریم میں ہیں مگر مرنے والے دھوئیں کی طرف دوڑتے ہیں۔

عربی زبان اُمّ الالسنہ

قرآن کریم کی وحی کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ اُمّ الالسنہ میں نازل ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے اُمّ الالسنہ ہونے اور کامل الہامی زبان ہونے کے جو دلائل بیان فرمائے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

اوّل: عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں اور دوسری لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوم: عربی میں اسماء باری و اسماء ارکانِ عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضائے انسان کی وجوہ تسمیہ بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہے۔

سوم: عربی کے مواد الفاظ کا تسلسل بھی ایک مستقل نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے ان کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

چہارم: عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں

پنجم: عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسانی کے باریک در باریک دلی خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔

(منن الرحمٰن صفحہ ۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس کتاب میں بڑی صفائی سے اور روشن بدیہی دلائل سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور کامل اور روشن اور پُر اسرار اور پُرحکمت کلام جو دائمی ہدایت سے کر دنیا میں آیا ہو وہ صرف اس زبان میں آسکتا ہے جو ان معارف اور حقائق کو بیان کرنے کے لئے اپنے اندر کامل وسعت رکھتی ہو سو اس فیصلہ کے مطابق قرآن شریف ہی اللہ تعالیٰ کی وہ کامل کتاب ٹھہرتی ہے جو حقیقی اور کامل اور ابدی تعلیم لے کر دنیا میں آئی اور دوسری کتابیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اگر مان بھی لیں کہ کوئی ان میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی تو وہ ایک قانون مختص القوم اور مختص الزمان کی طرح صرف چند روزہ مصلحت کے لئے آئی ہوگی لہذا جیسا کہ وہ خود ناقص تھیں ایسا ہی ناقص بولی میں اتریں مگر کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اترنا ضروری تھا کیونکہ کامل اور ناقص کا پیوند درست بیٹھ نہیں سکتا لہذا قرآن شریف عربی زبان میں اُترا جو اپنے ہر ایک پہلو کی رو سے کامل ہے۔"

(آریہ دھرم صفحہ ۱ و صفحہ ۲)

بہرحال قرآن مجید وہ مقدس اور واحد کلام اللہ ہے جس میں محسوسات، تواریخ اور وحی والہام رفتار عقل اعلیٰ درجہ کے بھی اور بے نظیر پائے جاتے ہیں لہذا قرآن مجید سرچشمہ علوم ہے ؎

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

قرآن کریم کی بلند شان

؎ وَاللّٰهِ في القرآن نكاتٌ حقيقةٌ
وآياته مقطوعةٌ لا تتغيّر

ترجمہ: اللہ کی قسم قرآن میں ہر ایک حقیقت موجود ہے اور اسکی آیات قطعی ہیں جو نہیں بدلیں گی

؎ معينٌ معينُ الخلد نورٌ معينها
صفوا تا غير المياه لا يتكدّر

ترجمہ: قرآن کریم صاف پانی ہے اور ہمارے خدا کا نور ہے اسکی روایات صاف اور خالص پانی کی طرح ہے جس میں کوئی گدلا پن نہ ہو

(اعجاز احمدی تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن مجید کے فضائل و کمالات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

چار عظیم الشان ادوار

مذہبی دنیا میں انسان کے روحانی ارتقاء کے لحاظ سے دنیا میں چار عظیم الشان روحانی انقلابات یا یوں کہیئے کہ چار ادوار رونما ہوئے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید نے سورۃ التین میں فرمایا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

یعنی میں انجیر کو اور زیتون اور سینین پہاڑ کو اور اس امن والے شہر (دار الامان) مکہ کو اس بات کے ثبوت میں بطور شہادت پیش کرتا ہوں کہ انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا۔

یہاں انجیر سے مراد قرآن مجید اور بائیبل کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام اور زیتون سے حضرت نوحؑ اور طور سینین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امن والے شہر سے حضرت رسول کریم صلعم مراد ہیں اس آیت میں ان چار عظیم الشان انبیاء کے ذریعہ مذہبی دنیا میں جو چار عظیم الشان روحانی انقلاب ہوئے ہیں ان کا ذکر ہے۔

آغازِ تمدن

حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت کے وقت انسانی وجود دنیا میں تھے لیکن ذہنی لحاظ سے بالکل ابتدائی سٹیج میں تھے اور ان میں دیگر حیوانوں کی نسبت کوئی امتیاز نہیں تھا حضرت آدم نے آکر ان میں تمدنی زندگی قائم کرنے کی کوشش کی اور انہیں چند تمدنی قواعد بتائے اس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى

(طٰہٰ آیت ۱۱۹ و ۱۲۰)

یعنی تم لوگ ایک ایسے معاشرہ کا قیام کرو جس میں کوئی فرد بھوکا ننگا پیاسا اور بے گھر نہ رہے گویا حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے ان کو کھانے پینے رہنے سہنے کی ابتدائی تعلیم دے کر تمدنی اور تہذیبی سبق دیا اس دور کو ہم دورِ تمدن کا آغاز (Beginning of civilization) کہتے ہیں۔

آغازِ شریعت

جب انسان تمدنی لحاظ سے ایک معیار تک پہنچ گیا تو اس کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے ذریعہ شریعت کی ابتدائی تعلیم نازل فرمائی اس دور کو دورِ شریعت کا آغاز (Beginning of laws) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

آغازِ تشریح

جب انسان نے اس دور میں کچھ کافی ترقی کی اور اس کا دماغی نشو و نما ایک اونچے معیار پر پہنچ گیا تو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ شریعت کے تفصیلی احکام شرح و بسط کے ساتھ نازل فرمائے جسے بائیبل کی اصطلاح میں (Ten commandments) کہتے ہیں اس دور کو ہم آغاز تشریح کا دور (Beginning of explanation) کہیں گے

آغازِ تکمیل

ان تینوں ادوار کے بعد آخری دور کا آغاز حضرت رسول کریم صلعم کے ذریعہ ہوا اور یہ دور دورِ تکمیل کہا جاتا ہے اس دور میں انسانی دماغ کی نشو و نما اپنی تکمیل تک پہنچ گئی تھی اس وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی شریعت لے کر مبعوث ہوئے جو کامل اور اکمل ہے اور یہ شریعت انسان کو احسن تقویم میں پہنچانے والی ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے تدریجی طور پر ان چاروں ادوار کا ذکر کرنے کے بعد ان انقلابات کا مقصد یوں بیان فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ کہ اس طرح ہم نے انسان کو احسن تقویم میں یعنی جسمانی (تمدنی) ذہنی و دماغی اور اخلاقی و روحانی طور پر تکمیل تک پہنچا دیا ہے گویا انسان کی من کل الوجوہ ترقی و تکمیل حضرت رسول کریم صلعم کی بعثت کے ذریعہ اپنے آخری سٹیج تک پہنچ گئی یہی وجہ ہے کہ آپ پر ایمان لانے والی جماعت کو خدا تعالیٰ نے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

کے خطاب سے نوازا ہے۔

کامل تعلیم

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین (دین اسلام) مکمل کر دیا اور تم پر اپنے احسان کو بھی پورا کر دیا ہے (یعنی اپنی نعمت کو تکمیل تک پہنچا دیا ہے) اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام پسند کیا ہے (المائدہ آیت ۴) اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ تھا جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی یہی یہ دعویٰ کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳)

نیز فرماتے ہیں:۔

"ہمارے سید و مقتدا خاتم النبیینؐ کے زمانہ کی فرد رتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ بھی کوئی ایک محدود زمانہ نہ تھا بلکہ ایسا وسیع زمانہ تھا جس کا دامن قیامت تک پھیلا رہا ہے۔ اس لئے خداوند قدیر و حکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا اور قرآن کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا ہر ایک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۹۰)

قرآن مجید کے دو دعوے

قرآن مجید کی یہ عظیم الشان خوبی ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کے اندر ہدایت پائی جاتی ہے۔

قرآن مجید اپنے متعلق دو قسم کا دعویٰ کرتا ہے ایک کتاب مبین ہونے کا اور دوسرا کتاب مکنون ہونے کا یعنی ایک یہ دعویٰ ہے کہ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (یٰسٓ) یعنی قرآن مجید ایک یاد دہانی اور ایک کھلی ہوئی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن کریم کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (الواقعہ) یعنی یہ کتاب بار بار پڑھی جانے والی ہے اور اس میں چھپی ہوئی باتیں ہیں ان دونوں دعووں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر دو قسم کی باتیں اور احکام ہیں (۱) کھلے اور واضح احکام (۲) چھپی ہوئی باتیں ہیں جو اپنے اپنے وقت میں ظاہر ہونے والی ہیں گویا ہر زمانہ میں پیدا ہونے والے مختلف مسائل کا حل قرآن مجید بیان [illegible] بے نظیر اور عظیم الشان خوبی ہے [illegible] نئے اسرار و نکات کو بیان کرنے کے لئے ہی امت مسلمہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اولیاء و مجددین آتے رہتے ہیں جن کا کام ہر زمانہ میں قرآن مجید کی خدمت رہا ہے چنانچہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بطور محافظ و مفسر قرآن مبعوث فرمایا جنہوں نے آکر اس زمانے کے حالات اور تقاضوں کے مطابق قرآن کریم کے اسرار و نکات بیان کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کے [illegible] مسائل کا حل بتا کر اس کی عظمت اور کمال کو دنیا میں ثابت فرمایا۔

آپؑ نے قرآن مجید کی جو عظیم الشان خوبیاں بیان فرمائی ہیں انہیں آپؑ ہی کے الفاظ میں درج کرتے ہوئے اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔

قرآن کریم کی بعض خوبیاں

(۱) "اللہ جل شانہ کا وہی کلام ہے جو الٰہی طاقتیں اور برکتیں اور خاصیتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو آؤ جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے وہ قرآن شریف ہے جس کی منجملہ روحانی خاصیتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سچے پیرو اس کے ظلی طور پر الہامات پاتے ہیں اور تا دمِ مرگ رحمت اور برکت [illegible] ان کے شامل حال ہوتی ہے سو یہ خاکسار اسی آفتاب حقیقت سے فیض یافتہ اور اسی دریائے معرفت سے قطرہ بردار ہے۔" (شحنۂ حق صفحہ ۴۲)

(۲) "دوسری خوبی قرآنی تعلیم میں ہے کہ اس کا ہر ایک حکم معلل باغراض و مصالح ہے۔

اور اسی لئے قرآن مجید میں تاکید ہے کہ عقل فہم تدبر فقاہت اور ایمان سے کام لیا جائے۔ اور قرآن اور دوسری کتابوں میں بیّن مابہ الامتیاز ہے اور کسی کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبر کی دقیق اور آزاد نکتہ چینی کے آگے ڈالنے کی جرأت ہی نہیں کی۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۳)

(۳) "قرآن کریم میں یہ خاص خوبی ہے کہ اس کی اخلاقی تعلیم تمام دنیا کے لئے ہے۔"

(یادداشتیں براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲)

(۴) (i) وہ قرآن کریم ایسے عقل و دانش ہے

(ii) وہ جامع حکمت مع کمال ایجاز و اختصار ہے۔

(iii) وہ لاکھوں آدمیوں کو حفظ ہے اور حفظ کرنا اس کا ہماری شریعت میں فرضِ کفایہ ہے اسی وجہ سے کوئی زمانہ حفظ قرآن مجید سے خالی نہ رہا اوّل میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا۔ پھر بعد اس کے حضرت علیؓ اور حضرات صحابہ کو حفظ تھا۔ اسی طرح سلسلہ دار اس کے حفظ کا عمل چلا آیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم تک پہنچا۔

(۱۷) یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کوئی صفحہ اس کا ذکر اللہ سے خالی نہیں دوسری کتاب میں ہرگز یہ خوبی نہیں یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے باوجود اس بات کے کہ قرآن مجید ایک قانون دیوانی و فوجداری ہے پھر بھی اس میں کوئی ایسا کلمہ نہیں جس میں دو چار دفعہ خدا کا نام نہیں ہے اوّل سے آخر تک اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے اور ہر ایک کلمہ کا مرجع خدا ہے

(۱۸) پنجم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جس قدر نام پروردگار کا قرآن مجید میں ہے کسی کتاب میں نہیں اور بقول من احبّ شیئًا اکثر ذکرہٗ اس کلام کا خدا سے علاقہ محبت ثابت ہوتا ہے اسی واسطے اس تمام کلام میں اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ بہت مرتبہ نام لینا اپنے پروردگار کا یہ بھی ایک بندگی ہے۔ اور یہ بندگی صرف بطفیل قرآن مجید حاصل ہوتی ہے

(۱۹) ششم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جس قدر ستائش اور تعریف خدا تعالیٰ کی بانواع محامد و بکثرت بتکرار اس کتاب میں ہے دنیا میں کسی اور کتاب میں نہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کامل اور سب تعریفوں کا مالک اور اہل ہے اور بالذات اپنی تعریفوں کو چاہتا ہے پس جس کتاب الٰہی میں بدرجہ نہایت اس کے محامد مذکور ہیں وہی اس کا افضل کلام ہے اور اس امر پر اگر کوئی مقابلہ کرے تو ہم اختیار دے سکتے ہیں کہ جس قدر ستائش اور بزرگی حضرت باری کی قرآن مجید میں مذکور ہے اور کسی کتاب میں مذکور نہیں

(۲۰) ہفتم فرمایا اللہ تعالیٰ نے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔

اس آیتہ شریفہ سے یہ امر بھی متعلق ہے کہ تعلیم حقہ حکمت اور معانی میں کوئی انسانی تعلیم قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتا

(الحکم ۳۰ ؍اپریل ۱۹۰۲ء)

(۵) "اس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ ہی نہیں جو بات ہے مستحکم اور ہر دعویٰ بے مدلل اور روشن اور بیّنت خالی اس کتاب کی ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے یعنی اس کتاب کے نزول کی غرض و غایت یہ ہے کہ متقیوں کو ہدایت کرتی ہے۔" (الحکم ۱۰ ؍جنوری ۱۹۰۲ء)

(۶) "یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اس کی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دور ہو جاتے ہیں ہر ایک مذہب والا محض قصہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآن شریف اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۹ و صفحہ ۲۶۰)

غرضیکہ حضرت رسول کریم صلعم نے جو یہ فرمایا ہے کہ نزول القرآن معجزۃ کہ قرآن مجید بنفسہٖ ایک عظیم الشان معجزہ ہے یہی قرآن کریم کا کمال اور اس کی عظیم خوبی ہے اس کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص نہایت حیران ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ:

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

> **اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ** — ہر قسم کی بھلائیاں قرآن مجید میں ہیں۔
>
> (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

نورِ قرآں

نورِ جاں ہے نورِ قرآں — نورِ جانِ ہر مسلماں
نورِ قرآں رحمتِ حق — نورِ قرآں لطفِ رحماں
نورِ قرآں سے منوّر — کاخِ ہستی کا شبستاں
نورِ قرآں سے بشر کو — ہستیٔ باری کا عرفاں
فاش اس سے رازِ خلوت — فاش اس سے سرِّ پنہاں
نورِ قرآں سے ہے بہتر — محکم اس سے نورِ ایماں
نقطہ نقطہ بدرِ کامل — حرف حرف اک مہرِ تاباں
نورِ قرآں کی تجلّی — رونمائے حسنِ پنہاں
نورِ قرآں سے بنا دل — تختگاہِ نورِ یزداں
نورِ قرآں ہر اُفق پر — مشرق و مغرب درخشاں
تا ابد اس کی شعاعیں — ہر زمانہ اس سے تاباں
بیکراں ہے نورِ قرآں — جاوداں ہے نورِ قرآں
نورِ قرآں جامعِ کُل — ہر صحیفہ ظلِّ قرآں
ہر صداقت اس سے ثابت — نورِ قرآں نورِ برہاں
نورِ قرآں نے دکھایا — انبیاءؑ کا پاک داماں
ورنہ دنیا مانتی تھی — ہر قبا پر داغِ عصیاں
نورِ قرآں نورِ اَصفیا — ہے نصیبِ چشمِ پاکاں
چھو نہیں سکتے ہیں اس کو — جز مطہّر پاک داماں
آپ ہے نورِ نگہ بیں — منکرانِ نورِ قرآں
کوئی سورت لکھ کے لائیں — مثل اس کے نور افشاں
خود خدائے مہرباں ہے — نورِ قرآں کا نگہباں
محفلِ ہستی میں روشن — تا قیامت نورِ قرآں
نورِ قرآں سے منوّر — رہگزارِ نوعِ انساں
نورِ قرآں سے ہے ظاہر — مصطفٰےؐ کی عظمتِ شاں
نورِ قرآں سے منوّر — صاحبِ لولاکؐ کی جاں
صاحبِ لولاکؐ کا دل — مہبطِ انوارِ قرآں

نورِ قرآں پر رفیقو!
دل بھی قرباں جاں بھی قرباں

(جناب سعید احمد اعجاز)

(منقول از روزنامہ الفضل ربوہ ۲ جون ۱۹۸۰ء)

پُرامن معاشرہ کے قیام کیلئے قرآنِ حکیم کا پیش کردہ ایک سنہری اصول

از مکرم چوہدری تنویر الدین صاحب عاقل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اس میں راہ نما اصول بیان ہوئے ہیں۔ زندگی کا ہر شعبہ خواہ سیاست سے متعلق ہو یا معاشرت سے، جرم و سزا سے متعلق ہو یا حقوق دختر نیک سے، حکومت کے انتخاب سے متعلق ہو یا حکومت چلانے سے تعلقاتِ زوجین سے متعلق ہو یا حقوق ہمسائیگی سے امور عدالت سے متعلق ہو یا قانون و انتظام سے الغرض دنیا کے تمام امور و معاملات سے متعلق زندگی بخش تعلیم قرآن کریم میں موجود ہے اگر ان تمام امور کی فہرست ہی مرتب کرنا شروع کی جائے تو محدود وقت تو کجا تمام انسانی زندگی بھی ان رموز و اسرار کا احاطہ نہیں کر سکتی جوں جوں غور کیا جائے اس امام معجز بیان سے علم و عرفان کے عمیق در عمیق معارف نکلتے چلے آتے ہیں عرفان و معرفت کے چشمے ابلنے لگتے ہیں پس ایک بیٹھک میں کسی ایک موضوع پر بھی کچھ عرض کیا جا سکتا ہے قرآن کریم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں سے چند قطرات ہی اٹھائے جا سکتے ہیں۔

اسلام کا نظام تعزیر دراصل نظام اصلاح ہے جہاں جہاں بھی کسی فعل پر سزا تجویز ہوئی ہے وہاں اس کے ساتھ ہی اصلاح کرنا اور اصلاح کی صورت میں عفو اور درگذر کی ہدایت موجود ہے۔

مکافات عمل کا سلسلہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے خود انسان کی فطرت میں انتقام کا جذبہ رکھ کر بدلہ لینا یا تلافی مافات کی خصوصیت ودیعت ہوئی ہے اور اس جذبہ کی تسکین کے لئے انسان انسان سے کئے کا بدلہ چکانے کی خاطر لڑتا چلا آیا ہے قرآن حکیم نے قصاص کے بارہ میں جو تعلیم دی ہے بعض لوگ اس کو سخت خیال کرتے ہیں اور بعض ایسے لوگ جنہیں اس پر بنظر تعمق غور کا موقع نہیں ملا اس نظام کو وقت کے تقاضوں کے مطابق خیال نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بارہ میں جو تعلیم دی ہے وہ حیات بخش ہے اور دیگر تمام قوانین کسی طور پر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قصاص کے بارہ میں جو حکم جاری فرمایا ہے وہ سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۹ میں درج ہے اور اس حکم کے معاً بعد اگلی ہی آیت میں اس کی حکمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (آیت ۱۸۰) اے عقل مند تمہارے لئے ہمارے بتائے ہوئے طریق پر بدلہ لینے میں زندگی (کا سامان) ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اگر انسان بدلہ لینے میں کسی قانون کی پابندی کا اختیار نہ کرے بلکہ خود اپنے دل سے فتویٰ حاصل کرکے اس کے مطابق جذبۂ انتقام کی تسکین کرنا چاہے تو اس کے کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ ایک شخص کو دوسرے شخص نے کوئی نقصان پہنچایا ہے چونکہ وہ زخم خوردہ ہے وہ چاہے گا کہ میں اس کو اس سے بڑھ کر کوئی اذیت دوں جس سے ایک تو جو اس نے کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ چکایا جا سکے اور کچھ مزید اس کے لئے سزا اور جرمانہ کے طور پر ہو چنانچہ جب وہ اپنے وسائل سے اس کی تکمیل کرنا چاہے گا تو وہ شدت جذبات سے اس سے کہیں زیادہ کر گذرے گا جو دراصل انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہونا چاہئے تھا اس طرح اس کا بدلہ لینے کا عمل ظلم کی صورت اختیار کر جائے گا اور ظاہر ہے کہ ظلم کا نتیجہ ظلم کے رخت کو ہی لگائے گا اور یہ ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلے گا۔

خداوند تعالیٰ نے قصاص کا حکم نازل فرماتے ہوئے کُتِبَ کے لفظ میں یہ امر بھی بیان فرما دیا ہے کہ یہ قانون تم پر فرض کیا گیا ہے تمہارے لئے لکھی ہوئی ایک واضح اور غیر مشتبہ ہدایت ہے اس کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہئے خلاف ورزی سراسر ظلم اور موت کی طرف لے جانے والی ہے اور اس کی پابندی اور اس پر دوام تمہیں زندگی بخشنے والا ہے۔ اب تمہیں اجازت نہیں ہے کہ تم خود کسی کو سزا دینے پر آمادہ ہو جاؤ کیونکہ اس بارہ میں لکھا ہوا قانون نافذ ہو چکا ہے اور اس پر نفاذ کا اختیار حکومت کو ہے پس اب تمہیں کسی کو سزا دلوانے کی خاطر حکومت وقت کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور حکومت پر عدل کا قیام واجب ذمہ داری ہے اس لئے وہ اس میں پوری چھان بین کے بعد جتنا حقیقی طور پر مجرم کو سزا دینا واجب ہوگا اس کا اجراء اپنے ذریعہ سے کروائے گی اس طریق پر ایک تو سزا دینے میں میانہ روی آ جائے گی دوسرے سائل اور مجرم کے درمیان اختلافات کی خلیج بڑھنے نہ پائے گی اور معاشرہ میں امن و قانون کی بحالی ہو کر پُرسکون زندگی کا قیام عمل میں آ جائے گا۔

میرے ایک دوست نے سوال کیا کہ فرض کیا جائے کہ ایک شخص نے کسی کو مارا اور اس کا دانت توڑ دیا اب اس نے حکومت کی طرف رجوع کیا اس کی دادرسی ہوئی حکومت کے ذریعہ مجرم کا ایک دانت جو اس نے دوسرے کا توڑا تھا کسی ماہر ڈاکٹر سے انجکشن لگوا کر بڑے آرام سے نکال دیا گیا تو کیا اس سے اس کا بدلہ اتر گیا حالانکہ اس نے جس شخص کا دانت توڑا ہے اس کو اس سے کہیں زیادہ اذیت سہنا پڑی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب دو فریق آپس میں لڑتے ہیں تو ان میں کوئی بات وجہ اشتعال ضرور ہوتی ہے اور اس جوش کی حالت میں دراصل وہ بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے سے باہم دست و گریبان ہو جاتے ہیں اور کسی کے ذہن میں یہ بات پختہ طور پر موجود نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے کا دانت توڑ دے گا اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کونسا دانت ٹوٹے گا ہے غرضیکہ کوئی چوٹ اس طور پر لگ جاتی ہے کہ ایک فریق کا دانت نکل جاتا ہے درد تکلیف اذیت ان سب کا تعلق ہوش و حواس سے ہے ایک شخص کو جب انجکشن لگایا جاتا ہے یا وہ بے ہوش ہوتا ہے تو وہ درد تکلیف محسوس نہیں کرتا جوں جوں ہوش میں آتا ہے اس کی درد اور تکلیف بڑھ جاتی ہے آجکل یہ بات سمجھنا ذرا بھر بھی مشکل نہیں اور جیسا کہ بڑے بڑے آپریشن ہوتے ہیں مریض کو بے ہوش کر دیا جاتا ہے یا مقامی طور پر اتنی ہی جگہ بے حس کر دی جاتی ہے جتنی جگہ پر عمل جراحی کرنا مقصود ہوتا ہے مریض تکلیف محسوس نہیں کرتا مگر بعد میں تین چار چھ گھنٹے بعد مریض درد محسوس کرنے لگتا ہے۔

جب دو شخص آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں تو ان کے حواس در دوام معطل ہوتے ہیں اس طرح جس کا دانت ٹوٹتا ہے اس کو بھی اس کا احساس بعد میں شدت سے ہوتا ہے اس لئے جب دوسرے فریق کا دانت انجکشن لگا کر سکن کرکے بھی نکالا جائے تو ظاہری تکلیف میں دونوں برابر ہو جاتے ہیں تاہم چونکہ مجرم نے فریق اوّل سے زیادتی کی ہے اور ظلم کو کام میں لا کر اس کو ایک دانت سے محروم کر دیا ہے اس لئے اسے کچھ زیادہ ہی احساس دلانے کی ضرورت ہے سو یہ ضرورت اس طور پر پوری ہو جاتی ہے کہ اس کو کئی روز پہلے اس امر کا علم ہو جاتا ہے بلکہ لکھی ہوئی تحریر سے اس پر یہ بات واضح کر دی جاتی ہے کہ تمہارا دانت تمہارے ظلم اور زیادتی کی وجہ سے توڑا جائے گا۔ پس یہ ذہنی تناؤ اس سے زیادہ اذیت ناک ہوتا ہے بنسبت اس کے کہ اچانک کسی کا دانت کسی حادثہ میں ٹوٹ جائے۔

پس اللہ تعالیٰ نے بدلہ لینے کے عمل کو قانونی شکل دے کر زندگی کو محفوظ و مامون کر دیا ہے اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں رکھا کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے بلکہ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے سے سختی سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا خدا تعالیٰ نے یہ حدیں مقرر کر دی ہیں ان کے نزدیک تک بھی آؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اور چونکہ سزاؤں سے مراد معاشرہ کی اصلاح ہے اس لئے فرمایا وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ جو شخص شر کا معاف کرے گا اپنے بھائی کو تو اس نے اپنی اصلاح کی طرف بھی قدم بڑھایا اور اپنے بھائی کی اصلاح کے بھی مواقع پیدا کر دیئے پس اس نیکی کا بدلہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور ملے گا۔

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ مورخہ ۶ جون کو سیدرک میں وفات پا گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں تہجد گذار۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا آپ کے والد صاحب نے آپ کی تبلیغ سے ہی احمدیت قبول کی تھی مرحومہ موصیہ تھیں اللہ تعالیٰ درجات بلند کرے اور اپنی بے شمار رحمتوں سے نوازے آمین

خاکسار: شیخ محمد عمران احمدی سیدرک

قرآن مجید کی بعض پُر حکمت عالمگیر تعلیمات کا خلاصہ!

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری اور کامل شریعت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل ہوئی اس کی تعلیمات ایک مکمل ضابطہ حیات اور ایسی عالمگیر صداقتوں کی حامل ہیں جو تمام دنیا کی روحانی، اخلاقی اور معاشرتی جملہ ضروریات کی طرف صحیح راہنمائی کرتی ہیں۔

قرآن مجید سے پہلے دنیا میں جسقدر بھی شریعتیں نازل ہوئیں وہ اپنے اپنے درجہ کی مخصوص قوموں، مخصوص خطوں اور مخصوص وقتی تقاضوں کے تحت عارضی طور پر تو موزوں تھیں مگر تمام اقوام عالم کی تا قیامت جملہ ضروریات کے لئے کافی نہیں تھیں اور نہ ہی وہ انسان کے جمہ جہ ذہنی ارتقاء اور بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو پورا کر سکتی تھیں۔ [illegible] عالم الغیب خدا نے ایک کامل [illegible] قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمائی جو مرور زمانہ کے باوجود تحریف و تنسیخ سے پاک اپنی اصلی صورت میں موجود ہے۔ جس میں ابد تک قائم رہنے والی سابقہ شریعتوں کی جملہ اصولی صداقتیں جمع ہیں۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینہ ۴) خدائے علام الغیوب نے قیامت تک پیش آنے والی ضروریات کیلئے اس میں تعلیم نازل فرمادی۔ آئیے! قرآن پاک کی ان ہی عالمگیر تعلیمات میں سے بعض اصولی اور پُر حکمت تعلیمات کا خلاصہ ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

سچائی

قرآن مجید نے ہر قول و فعل میں تقویٰ اور سچائی کو بنیاد قرار دیا ہے اور اسی بنیاد پر ساری دنیا کو اخوت پر مبنی عالمگیر بھائی چارہ اور ایک صالح معاشرہ بنانے کی تعلیم دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (الاحزاب: ۷۱) یعنی ہمیشہ صاف سیدھی اور سچی بات ہی کہا کرو چاہے حکومتوں کے باہمی معاہدات ہوں یا رشتہ ناطہ، لین دین یا معاشرہ کے دیگر اہم مسائل ہوں تمام اُمور میں ہمیشہ سچائی اور تقویٰ کو مدّ نظر رکھا جائے۔ لوگ عدالتوں میں جھوٹ بولنا کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں مگر قرآن مجید فرماتا ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ (البقرہ: ۲۸۴) یعنی ہمیشہ سچی گواہی دو خواہ تمہارے اپنے ہی رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کے خلاف کیوں نہ ہو غرضیکہ قرآن مجید نے جھوٹ کو بیزار ہو کر ترک کر دینے اور سچائی کو رغبتِ دل سے اختیار کرنے کی پُر زور تعلیم دی ہے۔

رواداری اور عالمگیر بھائی چارہ

خوشگوار اور پُر سکون زندگی گزارنے کے لئے قرآن کریم نے جملہ مذاہب و ملل کے درمیان محبت۔ ہم آہنگی اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی غرض سے نہایت ہی عظیم الشان سنہری اصول بیان فرمائے ہیں مثلاً

(الف) تمام راستباز نبیوں، رشیوں اور اوتاروں کو خدا تعالیٰ کا سچا فرستادہ یقین کیا جائے کیونکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ (فاطر: ۲۵) وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد: ۸) کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی طرف خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی مُصلح۔ ہادی۔ رسول اوتار یا رشی منی نہ بھیجا ہو اور ہر مسلمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ (البقرہ: ۲۸۶) یعنی وہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں، تمام آسمانی شرائع اور تمام راستباز رسولوں اور اوتاروں پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور نفس نبوت میں سب کو یکساں مانتے ہیں چنانچہ قرآن مجید کی اس تعلیم کا نتیجہ ہے کہ تمام مسلمان عموماً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں اور ان پر نازل شدہ صحف پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جماعت احمدیہ قرآن پاک کی اس تعلیم کی روشنی میں ہر سال یوم پیشوایان مذاہب مناتی ہے۔

(ب) قرآن کریم کا فرمان ہے کہ کسی کے معبود کو گالی مت دو چاہے وہ پتھر کی مورتی ہی کیوں نہ ہو لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ... الخ (انعام: ۱۰۹) بلکہ یہ اعلیٰ درجہ کا اصول پیش کیا ہے کہ مذہبی گفتگو اور مناظرات میں صرف اپنے مذہب کی خوبیاں اور اوصاف بیان کئے جائیں اور کسی بھی ایسی دل آزار بات، نکتہ چینی اور اعتراض سے پرہیز کیا جائے جو امن عامہ میں خلل پیدا کرنے کے موجب ہوں۔

(ج) آزادئ ضمیر اور رواداری کے ضمن میں قرآن مجید نے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ: ۲۵۶) کا بہترین اصول مقرر فرمایا ہے یعنی کسی بھی شخص کو اپنی مرضی سے دوسرا مذہب اختیار کرنے سے نہ روکا جائے اور نہ ہی اسے اپنے مذہب میں آنے کے لئے مجبور کیا جائے بلکہ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف: ۳۰) کے مطابق اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ وہ اس دھرم کو چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو اس کا انکار کر دے پس قرآن تمام دنیا کے لوگوں میں تعصب سے پاک وسعتِ قلبی پیدا کرنا چاہتا ہے۔

(د) قرآن پاک نے دنیا کو ایک متحد معاشرہ بنانے کی [illegible] دی ہے [illegible] تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران: ۶۵) یعنی دنیا [illegible] تمام انسانوں میں جو باتیں مشترک ہیں [illegible] ذات خداوند تعالیٰ [illegible] پر اتفاق کرکے متحد ہو جائیں۔ [illegible] کے لحاظ سے ساری دنیا آدم کی [illegible] آدم کی اولاد ہونے کے ناطے [illegible] آپس میں بھائی بھائی ہیں اور سب کا منتہیٰ [illegible] و ملجاء ایک ہی ذات یعنی خدا تعالیٰ ہے۔

مساوات

قرآن کریم نے تمام انسانوں اور ان کے حقوق میں مساوات پیدا کرنے کی غرض سے بھی بہت سے سنہرے اصول بیان فرمائے ہیں مثلاً

(الف) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ (النساء: ۲) یعنی اے تمام لوگو خدائے واحد کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے اور تمہارا مورثِ اعلیٰ آدم ہے اس جہت سے تمام انسان بھائی بھائی ہیں۔ حسب ونسب۔ نسلی امتیاز۔ گورے کالے کی تفریق۔ ملکی اور علاقائی تنافر حقیقت کے خلاف ایک دھوکا ہے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کسی جہت سے کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ انسان ہونے کے ناطے کوئی براہمن یا شودر یا اچھوت اور ادنیٰ و اعلیٰ نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ کبیر بھگت نے طنزیہ طور پر سماج میں تفریق و تنافر پیدا کرنے والوں کو کہا ہے کہ :

جو تم بھامن بھامنی جائے
اور راہ تم کاہو نہ آئے

(ب) اسلامی معاشرہ میں إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات) سب سے معزز قابلِ احترام اور بڑا وہی ہے جو ذاتی طور پر اوصافِ حمیدہ کا مالک اور سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ (بقرہ ۱۱۳) جس نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا یعنی سچا ایمان لایا اور نیک و صالح اعمال بجا لایا خواہ وہ عورت ہو یا مرد اچھوت ہو یا سید و برہمن اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا اس لحاظ سے مذہبی رسومات ادا کرنے میں برہمنوں یا عیسائیوں میں پریسٹ ہڈ کی طرح خاص طبقات یا خاص اشخاص کو قرب خداوندی دلانے کی اجارہ داری نہیں دیتا۔

(ج) قانون عدالت اور قضا کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں کسی کو دوسرے پر نسلی قومی یا ظاہری جاہ وحشمت کی وجہ سے برتری حاصل نہیں ہے حاملِ قرآن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ پہلی اقوام اس لئے تباہ ہو گئیں کہ ان میں چھوٹا آدمی جب گناہ کرتا تو اسے سزا دی جاتی تھی مگر بڑے لوگوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا بخدا اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں شریعت قرآن کے مطابق اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا پس قرآن مجید نے ہر حالت میں ہر چھوٹے بڑے کے معاملہ میں تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (نساء: ۵۹) مساویانہ عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور جنبہ داری اور طرفداری سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے

(د) قرآنی معاشرہ میں ترقی کرنے اور عہدہ پانے کے راستے سب کے لئے یکساں کھلے ہیں ان کے پانے کا معیار ذاتی قابلیت اور ذاتی اوصاف ہیں نہ کہ نسلی، قومی اور امارت کا تفرق إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (النساء: ۵۹) قرآن مجید فرماتا ہے کہ حکومت یا دیگر عہدے لوگوں کی امانت ہیں یہ امانتیں انہی لوگوں کو ملنی چاہئیں جو ان کے پانے کے اہل ہوں کسی قسم کی جنبہ داری اور خویش پروری قطعاً ناجائز ہے۔ یہ پیارا اصول

(باقی صـ ۲۶)

قرآنِ کریم کا پیش کردہ معیارِ نجات

از مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے مبلغ سلسلہ

مذاہب عالم اور نظریۂ نجات

جملہ مذاہب نے کسی نہ کسی رنگ میں نجات کے مسئلہ کو پیش کیا ہے کیونکہ مذہب کا مدار اسی مسئلہ پر ہے۔ ہندو صاحبان بھی مکتی اور موکش کے قائل ہیں۔ اسی طرح بائیبل میں گو نجات کا لفظ تو نہیں پایا جاتا لیکن "خدا کے عذاب سے بچایا جانا" اور "اس کا قرب حاصل کرنا" وغیرہ قسم کے الفاظ ضرور پائے جاتے ہیں اسی طرح ایرانیوں زرتشتیوں۔ مصری، اور جاپانی وغیرہ اقوام میں بھی یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کیونکہ آثار قدیمہ کی دریافت سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ مُردوں کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں اور قیمتی اشیاء اس لئے رکھ دیتے تھے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں پس نجات کا خیال ہر مذہب اور ہر قوم کے لوگوں میں پایا جاتا ہے ذیل کی سطور میں چند مذاہب کے نظریات کا ذکر کیا جاتا ہے تا موازنہ کیا جا سکے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ معیارِ نجات افضل واکمل واتم ہے یا دیگر مذاہب کا بیان کردہ معیارِ نجات؟

عیسائیت اور مسئلہ نجات

عیسائی صاحبان کے نزدیک گناہ کی سزا سے بچ جانا ہی نجات ہے ان کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام عیسائی دنیا کے گناہوں کو اُٹھا کر صلیب پر اپنی جان قربان کر دی اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ اور یہی کفارہ عیسائی دنیا کے لئے نجات کا باعث ہو گیا۔ جو خلافِ عقل ہے

اہل ہنود اور مسئلہ نجات

اہلِ ہنود میں مختلف فرقے ہیں مثلاً سناتن دھرم۔ آریہ۔ بدھ مت اور جین مت کے حامی وغیرہ نجات کے متعلق سب کے نظریات میں اختلاف ہے لیکن ایک قدر ان میں باہم مشترک ہے اور وہ یہ کہ انسان کو نجات یعنی مکتی دائمی نہیں ملتی کچھ عرصہ کے بعد روحوں کو مکتی خانہ سے نکال دیا جاتا ہے اور ایک لمبے عرصہ تک وہ جونوں کا چکر کاٹ کر اپنے کئے کی سزا بھگت کر پھر کچھ مدت کے لئے مکتی حاصل کرتی ہیں نجات تو حاصل ہوتی ہے لیکن دائمی نہیں صرف عارضی طور پر۔

یہود اور مسئلہ نجات

یہودیوں کے نزدیک مرنے کے بعد عذاب سے بچ جانا یا اسی دنیا میں عذاب سے بچے رہنا نجات ہے۔

اسلام کا نظریۂ نجات

قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ نجات یہ نہیں کہ انسان سزا یا عذاب سے بچ جائے بلکہ اس کے نزدیک نجات یا دوسرے لفظوں میں فلاح یہ ہے کہ انسان جس غرض یا مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس مقصد کو پالے یہی دراصل نجات اور حقیقی فلاح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذٰریٰت) یعنی میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں لیں اس آیت کی رُو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت کا حصول ہے فلاح ونجات کے بارے میں یہ اصول بیان کرنے کے بعد قرآن کریم ہماری راہنمائی ان وسائل کی طرف بھی کرتا ہے جن کے ذریعہ یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے مثلاً

- خدا تعالیٰ کو صحیح طور پر پہچانا جائے اور اس پر ایمان لایا جائے۔
- اس کی بے نظیر صفات کا عرفان حاصل کیا جائے جس کا ذکر سورہ اخلاص قل ھو اللہ احد ۔۔۔۔ الآیہ میں آیا ہے۔
- اس کے احسانات پر اطلاع پانا جس کا اظہار سورۃ فاتحہ میں کیا گیا ہے اور جس کی نعماء کا شمار انسان کی طاقت سے باہر ہے جیسا کہ فرمایا ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا
- متضرعانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کا حصول چنانچہ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا اور تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔
- اس مقصودِ اعلیٰ کو پانے کے لئے مالی اور جانی قربانی پیش کرنا جاھدوا باموالکم وانفسکم اپنے اموال اور نفوس کی قربانی پیش کر کے اللہ تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔
- صبر واستقامت کا مظاہرہ جیسا کہ فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ٭ نحن اولیٰؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ
- صحبتِ صالحین اختیار کرنا جیسا کہ فرمایا کونوا مع الصّٰدقین
- اللہ جل شانہٗ کی طرف سے کشف الہام اور رؤیائے صادقہ کا شرف حاصل کرنا۔ جیسا کہ فرمایا لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا والاٰخرۃ

غرض یہ وہ وسائل یا ذرائع ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنی زندگی کے حقیقی اور اصلی مقصود کو پا سکتا ہے اور جب وہ اپنے محبوبِ حقیقی کو پالے گا تو تب ہی اس کی کامل نجات اور حقیقی فلاح ہو گی جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سب دانشمند جانتے ہیں کہ نجات کی جڑھ اور اس کا اصل نور جس سے یہ روشنی پیدا ہوتی ہے یہی ہے کہ ماسوی اللہ سے انقطاعِ کلی ہو کر خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ محبت اور عشق کے غلبہ سے ہر یک چیز پر بلکہ اپنی جان پر بھی مقدم ہو جائے اور آرام اور انس اور ذوق اور دل کی خوشی اسی سے، اور اسی کے ساتھ ہو اور جیسا کہ وہ حقیقت میں واحد اور لاشریک ہے ایسا ہی [illegible] کی نظر سے بھی اپنی عظمت اور جلال اور ساری کامل صفتوں میں واحد اور لاشریک ہی نظر آوے یہ ذوق حالت ہے جو اسی دنیا سے محب کے اندر کے ساتھ جاتا ہے اور اس کے وجود میں جان کی طرح داخل ہو کر ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے"

(سخنۂ حق صفحہ ۲۶)

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نجات کے متعلق ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

"ہم یہی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کریں جو اخلاص کے پانیوں سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ٭ یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو وہ سرچشمۂ قرب الٰہی سے اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی کے بجا لانے میں سرگرم رہے سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۴)

حضرت رسول کریم صلعم کی کامل اتباع

اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنے اور اس کا محبوب بننے کے لئے سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع نہایت ضروری ہے جو انسانی نجات کے لئے تعویذ کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور بھی بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (آل عمران پ ۳)

گویا قرآن کریم نے اس بات کا اعلان کیا کہ اے آدم کے فرزندو اگر تم حقیقی نجات چاہتے ہو اور تم چاہتے ہو کہ تمہارے گناہ تم سے درگذر کی جائے اور تم پر رحم کیا جائے اور تم خدا تعالیٰ کے محبوب بندے بن جاؤ

تو اس کی ایک ہی راہ ہے اور وہ راہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع ہے

نجات یافتہ کی علامات

(۱) پہلی علامت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے خاص بندوں میں داخل کر لیتا ہے اور اپنا قرب عطا کرتا ہے اور اپنی رضا کی جنتوں سے سرفراز کرتا ہے جیسا کہ فرمایا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئنہ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنتوں میں داخل ہو گویا نجات یافتہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے

(۲) قرآن مجید نے نجات یافتہ کی دوسری علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ الہام الٰہی سے مشرف کئے جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے تتنزل علیہم الملٰئکۃ

(۳) قرآن کریم سے نجات یافتوں کی تیسری علامت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا ادعونی استجب لکم۔

(۴) نجات یافتہ خدا تعالیٰ کے ہی ہو کر رہ جاتے ہیں ان کا اٹھنا بیٹھنا۔ سونا جاگنا کھانا پینا اوڑھنا بچھونا سب رضائے الٰہی کے لئے ہی ہوتا ہے وہ اپنے وجود سے کھوئے جاتے ہیں اور ان کو ایک دوسرا وجود مل جاتا ہے جو قرآن کریم کی آیت ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کا مصداق ہوتا ہے۔

کیا نجات کسی شخصی سہارے پر مبنی ہے

اس جگہ ایک اشتباہ کو قرآن کریم کی پاک تعلیم کی روشنی میں دور کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ کیا نجات کسی سہارے پر مبنی ہے جیسا کہ عیسائیوں کا کفارہ پر ایمان ہے اور جمہور مسلمان مسئلہ شفاعت پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں یا کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری نجات فلاں پیر یا گدی نشین کے دامن سے وابستہ ہے۔ ان خیالات کو جب ہم قرآن پاک کی مقدس کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو یہ خیالات محض طفل تسلیوں کے مترادف نظر آتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا پاک کلام لا تزر وازرۃ وزر اخری کہہ کر ان عقائد کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ "جو کرے گا سو بھرے گا" یہ نہیں کہ چوری زید کرے اور سزا بکر کو ملے کفارہ اسی قسم کا عقیدہ ہے جو فطرت اور عقل کے خلاف ہے اب رہا مسئلہ شفاعت سو وہ بھی اس آیت کریمہ کے تحت آتا ہے بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت ظالموں۔ فاسقوں اور فاجروں اور خائنوں کی بھی شفاعت کریں گے۔ اگر مسئلہ شفاعت ایسا ہی ہے تو پھر کفارے اور شفاعت میں کیا فرق رہا پس معلوم ہوا کہ شفاعت کا مفہوم اور ہے جس کو عوام الناس نہیں سمجھتے اگر صرف شفیع محشر حضرت سرور دو جہاں کی شفاعت کا یہی مطلب تھا یا ہے کہ بغیر عمل کے حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نجات حاصل ہو جائے گی تو پھر قرآنی شریعت کی کیا ضرورت تھی اس کے اندر جو اوامر اور نواہی کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب کیا ہے اور پھر آنحضرت صلعم کا اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی کو یہ کہنا کہ اعملی اعملی کہ "اے بیٹی اعمال بجا لاؤ یہ مت خیال کرنا کہ میں نبی کی بیٹی ہوں بغیر عمل کے نجات حاصل کر لوں گی" بے معنی ہو جاتا ہے پس نجات کے لئے اور خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اعمال صالحہ کی بے حد ضرورت ہے اسی لئے سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

اس سورۃ مبارکہ میں قرآن کریم نے انسانی فلاح کے لئے اعمال صالحہ وصیت حق اور صبر کو لائحہ عمل قرار دیا ہے جس پر انسان گامزن ہو کر دائمی نجات کے پرسکون اور شاندار محل میں داخل ہو سکتا ہے۔

نجات دائمی ہے

بعض مذاہب کے نزدیک نجات دائمی نہیں جیسے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان کا عقیدہ ہے لیکن نجات کے بارہ میں قرآن کریم نے ایک انسان کو دائمی نجات کی حقیقی خوشخبری عطا کی ہے فرمایا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون کہ وہ لوگ جو مومن ہیں نیک عمل کرنے والے ہیں ان کو ختم نہ ہونے والا انعام ملے گا (سورۃ تین)

خلاصۂ کلام

ہمارے اس ساری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب عالم نے نجات کا جو تصور اور نظریات وعقائد پیش کئے ہیں وہ ناقص، غیر فطری اور ناقابل قبول ہیں لیکن جن معیاروں کو قرآن کریم یعنی اسلام نے پیش کیا ہے وہ عین فطرت صحیحہ اور عقل سلیم کے مطابق اور قابل قبول ہیں۔

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہی خوب فرماتے ہیں:۔

"جو شخص قرآن کریم کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

نیز فرمایا:۔

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے ......"

کشتی نوح صفحہ ۲۵

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قرآن مجید کی بعض تعلیمات کا خلاصہ : بقیہ صفحہ ۲۰

قسم کے کاموں، ملازمتوں اور روزگار کے مواقع پر چسپاں ہوتا ہے۔

جائز و ناجائز اشیاء کے بارے میں اصولی تعلیم

ایک صالح و پاک معاشرہ کی تشکیل کے لئے قرآن پاک نے جائز و ناجائز اشیاء کے استعمال کے بارے میں اوامر و نواہی دونوں قسم کے احکام صادر فرما کر انسانوں کی مکمل راہنمائی فرمائی ہے شراب اور جوئے کے بارے یہ کہہ کر روکا ہے کہ اثمھما اکبر من نفعھما (بقرہ ۲۲۰) گو ان میں فوائد بھی ہیں مگر ان کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں پس ثابت ہوا کہ جس چیز کے فوائد زیادہ اور نتائج بہتر ہوں وہ استعمال کر لینی چاہیئے اور جس چیز کے نقصانات زیادہ ہوں اور اس کے برے نتائج نیکیوں سے محروم کرتے ہوں وہ استعمال نہ کرنی چاہیئے جوا اور شراب اور دیگر ممنوعہ اشیاء انسان کی صحت، اخلاق اور روحانیت کے لئے چونکہ مضر ہیں اس لئے عالم الغیب خدا نے انسان کو لمبے تجربے اور نقصان اٹھا کر اس نتیجہ پر پہنچنے سے بچا لیا اور اس کی صحیح راہنمائی فرما دی ——— اسی طرح استناع سود، قانون وراثت، قانون زکوٰۃ وغیرہ تمام احکامات نہایت پرحکمت تعلیمات پر مشتمل ہیں قرآن کریم نے ان تمام امور کے سلسلہ میں اصولی ہدایات صادر کرنے کے باوجود ذاتی اجتہاد کا دروازہ بھی کھلا رکھا ہے

جانداروں کے حقوق کی ادائیگی

مسکین یتیم، بیوگان اور غرباء کے علاوہ ایسے ذی روح جو بول نہیں سکتے انسانی معاشرے کا نہایت اہم حصہ چلے آرہے ہیں دراصل یہ دونوں طبقے بے زبان ہی سمجھے جا سکتے ہیں ان کمزور طبقوں پر قرآن مجید نے یہ تعلیم دے کر بہت بڑی شفقت اور رحم فرمایا ہے کہ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (الذاریات ۲۰) وات ذی القربی حقہ والمسکین وابن السبیل (بنی اسرائیل) تمہارے اموال میں ان سب کا حق ہے جو زبان سے سوال کر مانگ سکتے ہیں اور جو زبان سے سوال نہیں کر سکتے اس لئے ان کا حق انہیں ادا کرو۔ نیز تمہارے اموال میں قریبی رشتہ داروں، مساکین، مسافروں اور تمام غرباء کا حق ہے لہٰذا اپنے پاکیزہ اموال میں سے ایک حصہ ان پر خرچ کرو اور ان پر کسی قسم کی برائی اور تکبر نہ کرو بلکہ تمہارا ان کی خدمت کرنا ہمدردی کے جذبہ کے تحت ہونا چاہئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید نے سماجی زندگی کے جملہ پہلوؤں کے سلسلہ میں ہماری کامل راہنمائی فرمائی ہے اور معاشرتی اخلاقی اور روحانی زندگی کے جملہ مسائل پر مکمل اور سیر حاصل بحث کی ہے ـــ حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے انسان کی طبعی عادات کو بعض قیود کے ساتھ اخلاق فاضلہ میں بدل دیا ہے ـــ پس قرآن مجید کی یہی تعلیمات عالمگیر اور دائمی کہی جا سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو ان تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

ولادت

میری بچی عزیزہ عصمت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم زبیر احمد صاحب کلکتہ کے ہاں مورخہ ۱۹ کو دوسری بچی تولد ہوئی ہے بچی کے نیک صالح اور ہم سب کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اس خوشی کے موقعہ پر مکرم زبیر احمد صاحب نے مبلغ ۱۵/- روپے بدر ترقی فنڈ میں دیئے ہیں۔

خاکسار: غلام حسین درویش

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد — عظمت قرآن کا قیام

(بقیہ ۹ صفحہ نمبر (۱۸))

(۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے مبعوث کردہ مہدی اور مسیح اور مامور تھے اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف اور علوم لدنیہ سے نوازا آپ کا الہام ہے

"الرّحمٰن علّم القرآن"

کہ اس خدائے رحمٰن نے اپنے فضل و کرم آپ کو خود قرآن مجید سکھایا یعنی اس کے علوم روحانی اور حقائق و معارف سکھائے چنانچہ آپ تحدی کرتے ہوئے اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

(الف) "جو دینی و قرآنی معارف و حقائق واسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آئے مجھے غالب پائے گی۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۵۹)

نیز فرمایا:۔

(ب) "میرے مخالف کسی سورت قرآنی کی بالمقابل تفسیر بنادیں یعنی رو برو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جائے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں اس کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے پھر اگر میں حقائق و معارف کے بیان میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر میں جھوٹا ہوں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۰)

چنانچہ آپ نے اپنی کتاب 'اعجاز المسیح' میں عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور مخالفین کو پانچ سو روپیہ کا انعامی چیلنج دیا کہ مدت مقررہ میں اس کا جواب لکھو اور ساتھ ہی پیشگوئی بھی فرمائی کہ ایسا کوئی نہیں کر سکے گا اور ہمارا کوئی بھی مقابل پر تفسیر نہ لکھ سکا اور یہ امر آپ کی صداقت کی روشن دلیل ہے

(۵)

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد ... قرآن کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنا تھا اس لئے حضور علیہ السلام کے دل میں شدید خواہش اور تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے علوم کی دنیا میں خوب اشاعت ہو اور اس کے حسن و جمال کی روشنی سے دنیا منور ہو چنانچہ حضور کی اس خواہش کا اظہار حضور کے اس کلام سے ہوتا ہے ؎

بردار کہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر از بارفاں بماند
صد بار رقص ہا کنم از خوشی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

اے سے خبر بخدمت فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ہائے افسوس کہ آج قرآن مجید کا حسن دنیا پر ظاہر نہیں وہ خود تو روشن و عیاں ہے۔ مگر عارفوں کا اثر نہیں۔ میں خوشی کے مارے سینکڑوں بار رقص کروں اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دلکش جمال پوشیدہ نہیں رہا اے بے خبر قرآن کی خدمت کے لئے کمر باندھ لے اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں شخص مر گیا۔

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید سے عشق و محبت تھی جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اور آپ کے اندر دلی تمنا اور تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے محاسن و فضائل اور حقائق و معارف دنیا میں پھیلیں اس لئے آپ کی قائم کردہ جماعت میں اشاعت قرآن کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ نے اب تک دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرائے ہیں اور باقی زبانوں میں تراجم زیر ترتیب و اشاعت ہیں احمدیہ جوبلی فنڈ کا منصوبہ قرآن مجید کی اشاعت کے وسیع منصوبہ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تفاسیر (جو قرآنی حقائق و معارف پر مشتمل ہیں) وہ جماعت احمدیہ کے خلفاء کرام کے زیر اہتمام شائع ہو چکی اور ہو رہی ہیں اور مقبول عام کی سند حاصل کر رہی ہیں نیز قرآنی علوم کو سکھانے کے لئے جماعتوں میں کلاسز کا انتظام ہے اور صبح و شام مساجد میں قرآن مجید کا درس ہوتا ہے رمضان المبارک میں درس قرآن کا انتظام ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ ایک روحانی جماعت ہے اسے کسی کی تحسین و تعریف کی ضرورت نہیں یہ جماعت خدمت اسلام اور اشاعت قرآن کا یہ مبارک کام محض خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ اس جماعت کی مساعی میں برکت بھی عطا فرما رہا ہے۔ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر کی اشاعت کے نتیجہ میں لاکھوں متلاشیان حق کو آغوش اسلام میں آنے کی سعادت مل رہی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے افراد کو قرآن مجید کی عظمت کے قیام اور اس کی اشاعت و تبلیغ میں وسعت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین:

REGD. NO. P/GDP. 3　　　PHONE NO. 35

THE WEEKLY **BADR** QADIAN—143516

HOLY QURAAN-NUMBER

اگر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنے والے ہوں

اس کے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے

ارشادات حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مرتبہ :- مکرم نور الدین صاحب غالب کارکن نظارت علیا قادیان

(۱)

"صرف احمدی کہلانا یا بیعت کر لینا کافی نہیں بلکہ آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی اور اسلام کی دنیا میں عزت قائم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں بلند کرنے والے ہوں، لیکن یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا جب تک کہ قرآن پاک کا [illegible] آپ کو حاصل نہ ہو، جب تک کہ آپ اس کو کماحقہ سمجھنے والے نہ ہوں اور جب تک کہ ہمیشہ اس کے متعلق غور و فکر کرنے والے نہ ہوں۔ پس اگر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنے والے ہوں، اس طرح [illegible] کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں، قرآن کریم کی عزت [illegible] والے ہوں، قرآن کریم کے نور سے خود بھی منور ہوں اور پھر اس نور کی دنیا میں اشاعت بھی کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ر جنوری ۱۹۶۶ء)

(۲)

"اگر تم قرآن کریم کا غور سے مطالعہ کرو گے، اس کو سمجھو گے، اس کے علوم کے حصول کیلئے اپنے رب سے دعائیں کرتے رہو گے تو تمہیں وہ علوم عطا کئے جائیں گے کہ دنیا کے سارے علوم تمہارے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ جائیں گے۔ چنانچہ ابتدائی زمانہ اسلام میں جو ترقی کا زمانہ ہے یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ مغرب کے جتنے بڑے بڑے فلاسفر گزرے ہیں ان [illegible] اپنی فلاسفی یا ان نظریات میں جو انہوں نے پیش کئے ہیں کسی نہ کسی مسلمان محقق سے بھیک مانگی ہے۔"

(ایضاً)

(۳)

"اگر تم روحانیت میں ترقی حاصل کرنا چاہتے ہو، یا دنیوی علوم میں فوقیت اور رفعت کے [illegible] مقام تک پہنچنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اس کتاب کی پیروی کرنے والے بنو۔ اگر تم اس کتاب کی آواز کی طرف متوجہ نہ ہو گے، اس کی وہ قدر نہیں کرو گے جو کرنی چاہیئے تو نہ روحانی میدان میں تم کوئی ترقی حاصل کر سکو گے اور نہ دنیوی علوم میں دوسروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت اپنے اندر پیدا کر سکو گے۔

پس مادی اور روحانی ہر دو لحاظ سے علوم میں اگر ترقی کرنی ہے اور روحانی علوم کو حاصل کر کے میدان عمل میں تم نے اترنا ہے تو تمہیں اس کتاب کی ہدایت کی ضرورت ہوگی اور اگر تم ان [illegible] تعلیم حاصل کرو گے اور اس کے مطابق عمل کرو گے تو خدا کے علم [illegible] جس سے [illegible] چیزیں پوشیدہ نہیں [illegible] مقامات [illegible] تم راضی ہو جاؤ گے جیسا کہ وہ تم سے راضی ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ر جولائی ۱۹۶۶ء)

(۴)

"قرآن کریم شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ہے یعنی سینہ کی تمام بیماریوں کی [illegible] اس میں پائی جاتی ہے جو وسوسہ بھی شیطان دل میں ڈالے اسے دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن کریم میں ایک ہدایت اور ایک تعلیم دی ہوئی ہے اگر تم غور سے [illegible] اگر تم اس کے مطالب اور معارف تلاش کرنے کی کوشش کرو اور جب شیطان تم پر حملہ آور ہو تو اگر قرآن کریم ہاتھ میں ہے کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو [illegible] تو وہ تم پر غالب نہیں آ سکتا اور نہ تمہیں بیمار کر سکتا ہے [illegible] تمہارے سینوں اور دلوں میں اس طرح پھیل دے گا کہ شیطان [illegible] دیکھتا ہے اور نور سے ڈرتا ہے تمہارے سینہ اور دل [illegible] جب بھی آنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۶۶ء)

(۵)

"میں پھر تمام جماعتوں کو، تمام عہدیداران، [illegible] افراد جماعت کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا، اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان کا [illegible] ہونا اور آگاہی حاصل کرنا [illegible] کی خاطر قرآن کریم [illegible] ہمارے لئے کھولی ہیں از بس ضروری ہے ان کے بغیر [illegible] کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس میں آپ کو ایک مرتبہ پھر [illegible] کرتا ہوں اور تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے، نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو اور جس نے اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی ۱۹۶۶ء)